REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO R.N 61/57

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

POSTAL REGISTRATION NO P/GDP-23

جلد ۴۴ شمارہ ۳۸-۳۹

ھفت روزہ بدر قادیان

ولقد نصرکم اللہ ببدر وانتم اذلۃ

ہفت روزہ بدر قادیان

ایڈیٹر:- منیر احمد خادم

نائبین:- قریشی محمد فضل اللہ، محمد نسیم خان

شرح چندہ
سالانہ ۱۰۰ روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
۲۰ پاؤنڈ یا ۳۰ ڈالر امریکن
بذریعہ بحری ڈاک
دس پاؤنڈ یا ۲۰ ڈالر امریکن

THE WEEKLY BADR QADIAN 143516

۲۵ ربیع الثانی / ۲ جمادی الاول ۱۴۱۶ ہجری — ۲۱/۲۸ تبوک ۱۳۷۴ ہش — ۲۱/۲۸ ستمبر ۱۹۹۵ء

اخبار احمدیہ

لندن ۲۴ ستمبر (ایم.ٹی.اے) سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے بخیر وعافیت ہیں۔

احباب جماعت اپنے جانی ودل سے پیارے آقا کی صحت وسلامتی درازی عمر مقاصد عالیہ میں معجزانہ کامیابی اور خصوصی حفاظت کے لئے دردِ دل سے دعائیں جاری رکھیں۔

--o--

اِسلام کا نور دن بدن ترقی کریگا

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام معاندین احمدیت کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں:-

"یہ لوگ یاد رکھیں کہ ان کی عداوت سے اسلام کو کچھ بھی ضرر نہیں پہنچ سکتا کیڑوں کی طرح خود ہی مر جائیں گے۔ مگر اسلام کا نور دن بدن ترقی کرے گا۔ خدا تعالیٰ نے چاہا ہے کہ اسلام کا نور دنیا میں پھیلا دے ...... اور ایک الہام میں چند دفعہ تکرار اور کسی قدر اختلاف الفاظ کے ساتھ فرمایا کہ مَیں تجھے عزت دوں گا اور بڑھاؤں گا اور تیرے آثار میں برکت رکھ دوں گا۔ یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔ اب اے مولویو! اے بخل کی سرشت والو! اگر طاقت ہے تو خدا تعالیٰ کی ان پیشگوئیوں کو ٹال کر دکھلاؤ ہر ایک قسم کے فریب کام میں لاؤ اور کوئی فریب اٹھا نہ رکھو پھر دیکھو کہ آخر خدا تعالیٰ کا ہاتھ غالب رہتا ہے یا تمہارا۔"

(تتمہ حقیقۃ الوحی)

کتنے ہی دشمن ہیں جو اس عاجز سے مباہلہ کے نتیجہ میں ہلاک اور رسوا اور ذلیل ہو چکے ہیں

اور کتنے آسمانوں سے فضلوں کو آپ نے نازل ہوتے ہوئے پہلے بھی دیکھا تھا آج بھی دیکھ رہے اور دیکھتے چلے جائیں گے

ایسے نظارے خدا نے اپنے فضلوں کے دکھائے ہیں کہ جب سے دنیا بنی ہے آسمان کی آنکھ نے کبھی ایسے نظارے نہیں دیکھے تھے کہ بیک وقت شمال اور جنوب اور مشرق اور مغرب سے سینکڑوں قومیں ایک ہی وقت میں بیعت کر کے ایک ہاتھ پر بیعت کر کے ایک الٰہی سلسلہ میں داخل ہوں۔

خلاصہ اختتامی خطاب جلسہ سالانہ برطانیہ ۱۹۹۵ء بمقام اسلام آباد ٹلفورڈ۔ انگلستان (قسط نمبر ۳ آخری)

یوگنڈا

یوگنڈا میں ایک ترمیح نامی شخص جو اس علاقے کا امیر ترین شخص تھا اور شہر کے وسط میں ایک شاندار عمارت اس کی ملکیت تھی۔ ایک دن اس کے دماغ میں شیطان نے یہ ڈالا کہ تم اپنی

طاقت کو احمدیت کے کچلنے اور مٹانے میں صرف کرو۔ چنانچہ اس نے اعلان کیا کہ جب تک میں ہوں اس علاقے میں احمدیت ترقی نہیں کر سکتی۔ میں احمدیت کے مقابلہ میں دوسروں کو

شاندار مسجد بنا کر دوں گا۔ وہ دن اور آج کا دن، دن بدن اس کی حالت خراب ہوتی چلی گئی — جائیداد بِک گئیں، کوڑی کوڑی کا محتاج ہو گیا۔ اسی وقت سے احمدیت دن بدن ترقی کر رہی ہے

ایک شاندار ہسپتال تعمیر ہو چکا ہے مسجد کے لئے پلاٹ خرید لیا گیا ہے۔

نیپال

نیپال سے ہمارے مبلغ مظفر احمد صاحب ظفر لکھتے ہیں کہ

منیر احمد حافظ آبادی ایم اے پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان

● ایک شخص ہمارا شدید مخالف تھا۔ وہ بار بار حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی شان میں گستاخی سے پیش آتا اور سمجھانے کے باوجود اپنی بدکلامی اور گالی گلوچ پر مصر رہا۔ حسب عادت ایک رات مسجد میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی شان میں گستاخی کی۔ اس جماعت کے مبلغ نے اسے باز رہنے کی تلقین کی اور خدا سے اس کا منہ بند ہونے کی دُعا کی۔ چنانچہ خدا کا نشان اس طرح ظاہر ہوا کہ چند روز بعد اس کے دو لڑکے اچانک لقمہ اجل بن گئے اور اس دن سے اس کا منہ واقعی بند ہو گیا اور اس دن سے اس نے جماعت کی مخالفت سے ہاتھ اٹھا لیا۔

● اسی طرح ایک اور صدیق نامی شخص جماعت کی مخالفت میں پیش پیش تھا اور جماعت کے کام میں ہر طرح سے رکاوٹ ڈالتا تھا۔ اس کو خدا تعالیٰ نے اس طرح ذلیل کیا کہ اس کی بیوی بدکرداری میں پکڑی گئی۔ خدا نے اس کی جھوٹی عزت کو خاک میں ملا دیا۔ اب یہ شخص ہمارے مبلغ سے بار بار معافی مانگتا ہے۔

شب قدر (پشاور)

حضور نے فرمایا کہ شب قدر کا واقعہ آپ جانتے ہیں کس طرح اللہ تعالیٰ نے شب قدر کے شہید کو ایک عظیم عظمت کردار عطا فرمائی۔ ایسا ثبات قدم بخشا کہ جس کی مثال کم دکھائی دیتی ہے اور اپنی خواہش کے مطابق اور اپنی دلی تمنا کے مطابق صاحبزادہ عبد اللطیف صاحب شہید رضی اللہ عنہ سے ایک گونہ مماثلت اس کو نصیب ہوئی۔

حضور نے فرمایا اس وقت ان کے خسر جو خدا تعالیٰ کے فضل سے عزم و استقلال اور صبر کا ایک پہاڑ بنے رہے۔ بہت شدید چوٹیں ان پر لگیں۔ ان کو پتھروں سے کچلا گیا۔ لیکن اللہ نے جس کی جان رکھنی تھی رکھ لی اور یہ واقعہ پہلے ہی رؤیا کے ذریعہ ان کے عزیزوں کو دکھا دیا گیا تھا کہ دو بکریاں ذبح ہونی تھیں ایک ذبح ہو گئی اور ایک بچ جاتی ہے۔

حضور نے اس موقعہ پر ڈاکٹر رشید احمد صاحب کو اپنے پاس بلوایا اور انہیں شرف معانقہ بخشا۔ حضور نے فرمایا کہ اس واقعہ میں بھی جو عبرت کے نشان پنہاں تھے وہ اب نکل رہے ہیں۔ ظاہر ہو رہے ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ انفرادی طور پر بھی یہ واقعات ہو رہے ہیں اور اجتماعی طور پر بھی علاقہ کی پکڑ آ رہی ہے اور جیسا کہ صاحبزادہ عبد اللطیف شہید رضی اللہ عنہ کی دفعہ ہوا تھا وہ پورا علاقہ وہ قوم پکڑی گئی تھی اور آج تک سزائیں بھگت رہی ہے۔ اسی طرح ایک چھوٹے پیمانے پر وہاں بھی یہ واقعات رونما ہونے شروع ہو گئے ہیں۔

● ایک شخص زمان خان نے ریاض احمد شہید کی شہادت کے بعد ان کے پاؤں میں رسی ڈالی تھی اور اس علاقہ کے لوگوں کو اس بات کا علم تھا۔ چنانچہ چار دن قبل (یہ واقعہ ۲۵ مئی ۱۹۹۵ء کو لکھا گیا) زمان خان بازار کسی کام کے سلسلہ میں گیا۔ دکان پر کباب لینے لگا تو بازار میں ہی دکان کے سامنے گر پڑا اور تڑپ تڑپ کر جان دے دی۔ کوئی شخص اس کے نزدیک نہیں جا رہا تھا۔ لوگ خوف زدہ ہو گئے اور توبہ توبہ کرنے لگے۔ اس علاقہ میں وسیع پیمانہ پر اس کا چرچا ہوا ہے۔

● حمید اللہ خان صاحب مربی سلسلہ پشاور بیان کرتے ہیں :۔

مکرم دولت خان صاحب کے بھائی خادم حسین جوان کے شدید مخالف ہیں اور اس واقعہ کے بلاواسطہ ذمہ دار ہیں۔ اس واقعہ کے ۸۔۱۰ دن بعد انہیں لقوہ ہو چکا ہے اور ساتھ ہی فالج کا شدید حملہ ہے آنکھیں بھی ٹیڑھی ہو گئی ہیں، منہ بھی ٹیڑھا ہے اور وہ عبرت کا نشان بنے ہوئے ہیں کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہیں رہا۔

حضور نے فرمایا اب عمومی پکڑ کا واقعہ سنیں۔ یہ واقعات اچانک کیسے ہونے شروع ہو گئے۔ اگر خدا کی تقدیر نہیں ہے تو یہ اخباری خبر ہے جنگ لندن ۱۲ جولائی سے لی گئی ہے۔

"شب قدر میں قبائلی جنگ راکٹ، بڑی گنوں اور بینڈ گنوں کا استعمال تیس افراد زخمی۔"

پشاور (نمائندہ جنگ) شب قدر کے قریب مٹہ داماں کی متنازعہ زمین پر خون ریز لڑائی چھڑ گئی ہے جس میں راکٹ، لانچروں، بینڈ گنوں اور خود کار اسلحہ کا آزادانہ استعمال کیا جا رہا ہے۔ اب تک کی اطلاعات کے مطابق تیس کے قریب افراد زخمی ہیں جن میں چار کی حالت تشویش ناک بتائی جاتی ہے۔ جب کہ راکٹ داغے جانے سے کئی مکانات تباہ ہو گئے ہیں۔ علاقہ کے لوگوں نے اپنی جانیں بچانے کے لئے سینکڑوں کی تعداد میں خواتین اور بچوں کے ہمراہ نقل مکانی شروع کر دی ہے زخمیوں کے لئے شب قدر بازار میں طبی امداد کیمپ قائم کر لئے گئے ہیں۔ لڑائی تا حال جاری ہے۔"

حضور نے فرمایا یہ اللہ تعالیٰ کی پکڑ کے نظارے ہیں۔ حضور نے فرمایا دیکھیں کس طرح آسمان سے آپ کا صبر خدا کی رحمتیں بن کر ہم پر برس رہا ہے اور یہ جو اچانک آسمان سے بارش اتری ہے یہ بھی ان فضلوں کی یاد دہانی کراتی ہے کہ خدا جب آسمان سے اپنا فضل نازل فرماتا ہے تو وہ بارش

نعمت سب غم دھو دیتی ہے۔ بہار کے آنے سے پرانے صدمے جاتے رہتے ہیں۔ انسان کا دل تر و تازہ ہو کر ایک نئے ولولے کے ساتھ بہار کا مزاج لئے ہوئے دوبارہ زندہ ہو جاتا ہے پس دعائیں کریں کہ اللہ اپنے فضلوں کے ذریعہ ہمیں خوش کرے۔ اپنے فضلوں کے ذریعہ ہمارے زخموں پر تسکین کے پھاہے رکھے اور نشانات جو آپ کو بتا رہا ہوں پھر بتاتا ہوں کہ اس غرض سے ہیں کہ مجھے لگتا ہے کہ اب اس قوم کی نوبت قریب آ رہی ہے اور میں چاہتا ہوں کہ مولوی کے عذاب اور اس کی نحوست سے اس قوم کو بچایا جائے۔ اس لئے بہتر ہے کہ مولوی کی پکڑ کی دعائیں کی جائیں تاکہ باقی قوم ان کے ظلم سے بچ جائے اور ان کی نحوست ساری قوم کو ملیا میٹ نہ کر دے۔

نشان دیکھ کر رویہ کی تبدیلی اور اصلاح احوال

فیصل آباد

فضل کریم صاحب صدر حلقہ کریم نگر فیصل آباد لکھتے ہیں،

● ہمارے محلے میں ایک آڑھتی بنام عبد العزیز تھا۔ ۱۹۷۴ء میں اس شخص نے بہت مخالفت کی۔ اس کا بیٹا میڈیکل کالج ملتان میں سیکنڈ ائر کا طالب علم تھا اور یہ ان طلباء میں شامل تھا جنہوں نے ربوہ ریلوے اسٹیشن پر ہنگامہ کیا تھا اور اس نے بعد میں صمدانی کیس میں جھوٹے بیانات بھی دئے تھے۔ ابھی ایک سال بھی نہیں گزرا تھا کہ میڈیکل کالج کے لڑکے پکنک کے لئے دریا پر گئے اس نے اور اس کے ایک ساتھی نے دریا میں چھلانگ لگائی اور نہاتے ہوئے ڈوب گئے اس کی نعش محلہ میں آئی تو کہرام بپا ہو گیا۔ دردناک نظارہ تھا۔

● فضل کریم صاحب فیصل آباد سے لکھتے ہیں کہ۔

ہمارے پڑوس میں ایک شیخ نے مخالفت میں حد کر دی اور امتیاز شاہ کی پوری پوری سپورٹ کی۔ جب بھی احمدیوں کو گرفتار کر کے تھانے بلایا جاتا یہ شیخ صاحب مخالفت کے لئے تھانے

(باقی صفحہ ۱۳ پر)

طالبان دُعا:
آٹو ٹریڈرز
AUTO TRADERS
فون نمبرز:- ۲۴۸۵۲۲۲، ۲۴۸۱۶۵۲، ۲۴۳۰۷۹۴
۱۶ میسنگو لین کلکتہ - ۷۰۰۰۰۱

ارشادِ نبوی ﷺ
اَعْلِنُوا النِّکَاحَ
(نکاح اعلان کے ساتھ کیا کرو)
— (منجانب) —
یکے از اراکین جماعت احمدیہ بمبئی

روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ
شریف جیولرز
پروپرائیٹر
حنیف احمد کامران
حاجی شریف احمد
اقصیٰ روڈ - ربوہ - پاکستان
PHONE:- 04524- 649.

خطبہ جمعہ

دعوت الی اللہ کا راز اس میں ہے کہ تم اپنا تعلق حق سے جوڑ لو

اور ایسا گہرا پیوند کرو کہ تم پر حملہ حق پر حملہ ہو!

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

بتاریخ ۲۳ جون ۱۹۹۵ء مطابق ۲۳ احسان ۱۳۷۴ ہش بمقام مسجد فضل لندن

تشہد تعوذ، سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے درج ذیل آیت کریمہ کی تلاوت فرمائی:

وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ۚ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا ۝ (بنی اسرائیل: ۸۲)

پھر فرمایا:

آج کے مضمون سے پہلے میں دو ممالک کے جلسہ سالانہ کے متعلق اعلان کرنا چاہتا ہوں اول جماعت احمدیہ یو۔ ایس۔ اے کی طرف سے اطلاع ملی تھی کہ ان کا جلسہ سالانہ ۲۳ جون بروز جمعۃ المبارک یعنی آج شروع ہو رہا ہے تین دن تک جاری رہے گا ان دونوں ممالک کے جلسہ سالانہ میں شریک تمام حاضرین کو خواہ وہ جماعت سے تعلق رکھتے ہوں یا نہ رکھتے ہوں ان کو میں آپ سب کی طرف سے السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہتا ہوں اور اس مبارک موقع پر ان کو شمولیت کی سعادت پر مبارکباد دیتا ہوں۔

وہ تمام جلسے جو خدا کی خاطر منعقد ہوں اور کوئی غرض نہ ہو ان میں شمولیت بھی ایک بڑی سعادت ہوا کرتی ہے اور صرف ان کی شمولیت نہیں جو نیکی کی غرض سے آتے ہیں ایسے بابرکت لوگ جو اللہ کے ذکر کے لئے اکٹھے ہوتے ہیں ان کے ساتھ مسافر بھی اگر آ بیٹھے تو اس کو برکت مل جاتی ہے پس یہ جو مضمون ہے یہ میرے نفس کا بنایا ہوا نہیں حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی طرف سے خوشخبری ہے کہ اللہ کے ذکر کے لئے اکٹھے ہونے والوں کے پاس بیٹھنے والے خواہ وہ اس نیت سے نہ بھی بیٹھے ہوں وہ بھی برکتوں سے حصہ پا جاتے ہیں پس اللہ ان سب کے لئے جو ان جلسوں میں شمولیت فرما رہے ہیں۔ یہ شمولیت دین و دنیا ہر لحاظ سے بابرکت فرمائے۔

جہاں تک ان کے نام پیغام کا تعلق ہے وہ پیغام میں اس خطبے کے مضمون میں ہی دوں گا جو پچھلے خطبات کی ایک کڑی ہے اور یہ سلسلہ جو چل رہا ہے یہ صفات باری تعالیٰ یا اسماء الٰہی کا سلسلہ ہے آج میں گزشتہ خطبہ جمعہ کے مضمون ہی کو آگے بڑھا رہا ہوں یعنی حق ذات سے متعلق میں مزید کچھ باتیں آپ کے سامنے رکھتا ہوں الحق خدا کا نام ہے جیسا کہ میں نے بیان کیا تھا سورہ فاتحہ کی تمام صفات سے یہ نام تعلق رکھتا ہے اور ان سب کے ملنے کے اجتماعی اثر سے کامل حق کا تصور ذہن میں ابھرتا ہے وہ ذات جو ان تمام صفات حسنہ سے مزین ہو جو حمد سے شروع ہو کر مالک یوم الدین تک بیان ہوئی ہے ان کا لازمی اور قطعی نتیجہ نکلتا ہے کہ وہ ذات حق ہے حق کے سوا ہو ہی نہیں سکتی جہاں تک اس بات کا تعلق ہے یہ تو سمجھ آئی مگر ہمیں کیسے فائدہ پہنچے گا اور ہم حق سے تعلق جوڑ کر کیا کچھ حاصل کر سکتے ہیں اور کیا ذمہ داریاں ہیں ہم پر جو ہمیں ادا کرنی ہوں گی جس کے نتیجے میں ہم حق کا فیض پا سکتے ہیں اس سلسلے میں دو حصوں میں میں نے اپنے مضمون کو تقسیم کیا ہے ایک وہ جہاں حق کا تعلق غیروں سے ہوتا ہے یعنی ان معنوں میں کہ وہ لوگ جو حق کے بندے بن جاتے ہیں ان کو غیروں کے مقابل پر کیا کیا فتوحات نصیب ہوتی ہیں اس کا ایک تعلق ہے جس کو ہم دعوت الی اللہ کہتے ہیں' اس مضمون سے تعلق ہے اور دوسرا تربیت سے تعلق ہے کہ حق ذات سے تعلق جوڑا جائے تو انسان کے اندر کیا کیا پاک تبدیلیاں پیدا ہوتی ہیں اور ہونی چاہئیں اور ان کے نتیجے میں اس کے اندر ایک اندرونی انقلاب کیا برپا ہوتا ہے۔

تو پہلے میں دعوت الی اللہ کا ذکر کر لیتا ہوں اور چونکہ یہ دونوں ممالک جن کے جلسوں کا آج اعلان ہوا ہے دعوت الی اللہ کے لحاظ سے ابھی بہت حد تک پیچھے ہیں اور اہمیت کے لحاظ سے بہت ہی اہم ممالک ہیں دنیا کی تقدیر پر اثر انداز ہونے والے ممالک ہیں بلکہ انڈونیشیا کا تعلق مشرق بعید کے تمام ممالک میں گہرا ہے اور انڈونیشین قوم اتنی عظیم ہے تعداد کے لحاظ سے بھی اور صلاحیتوں کے لحاظ سے بھی کہ اگر یہ حقیقی معنوں میں اسلام کے نور سے مزین ہو جائے اور احمدی مسلمان دعوت الی اللہ کا کام اچھی طرح شروع کر دیں تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس کا فیض صرف انڈونیشیا کے دائرے تک محدود نہیں رہے گا بلکہ تمام مشرق بعید کے ممالک تک پہنچے گا اس لئے یہ دونوں ممالک بہت ہی اہمیت رکھتے ہیں اور دونوں اب تک کا تجربہ یہی ہے کہ تبلیغی نقطۂ نگاہ سے بیدار نہیں ہو سکے بہت پیچھے ہیں کوشش جاری ہے کئی قسم کے ذرائع اختیار کئے جاتے ہیں لیکن اس کے باوجود پھر بھی کچھ رہ جاتی ہے۔ اس سے متعلق میں تفصیلی ہدایات امریکہ کے دورے کے دوران دے چکا ہوں اور مختلف وقتوں میں میں جماعت کو خطبات میں دعوت الی اللہ کے مضمون سے آگاہ کرتا رہتا ہوں اور امید رکھتا ہوں کہ ان پر اگر غور کیا جائے ان باتوں پر جو پہلے کہی جا چکی ہیں تو مزید نصائح کے اضافے کی ضرورت نہیں' پہلی باتوں پر ہی عمل کی طرف توجہ چاہئے اور ان باتوں پر جنہوں نے عمل کیا ہے اللہ کے فضل سے بہت بڑے بڑے انقلابات برپا ہو رہے ہیں۔

اب آپ دیکھ لیجئے کہ افریقہ میں بھی بعض ممالک نے جب عمل کیا تو ان کی سالانہ بیعتوں کی رفتار ہزاروں سے نکل کر لاکھوں تک میں داخل ہو گئی اب یہ کوئی معمولی تبدیلی نہیں ہے بعض دوسرے ممالک تھے جو اصرار کر رہے تھے کہ ہمارے حالات مختلف ہیں یہاں ہو ہی نہیں سکتا اور ہزار بارہ سو پہ راضی تھے اور میں نے اپنی ضد نہیں چھوڑی میں نے کہا ناممکن ہے کہ نہ ہو سکے تم غور کرو سوچو میں کیا کہہ رہا ہوں اس پر عمل کر کے دیکھو اور اب ان میں سے ایک ملک جو یہ کہا کرتا تھا کہ نہیں جی ہمارے تو یہی حالات ہیں ان کی طرف سے کل

خوشخبری ملی ہے کہ ایک لاکھ کے قریب پہنچ چکے ہیں اور ہماری اُمید ہے کہ انشاء اللہ سال کے اختتام تک وہ بھی ایک سال میں ایک لاکھ مسلمان اور احمدی بنانے والوں میں داخل ہوجائیں گے۔ مسلمان اور احمدی تو دراصل ایک ہی چیز کے دو نام ہیں۔ مگر مسلمان اور احمدی یہاں اس لئے میں نے کہا ہے کہ اس علاقے میں مشرک بہت ہیں، عیسائی بہت ہیں اور پہلے مسلمان بنانا ہے اسلام میں داخل کرنا ہے پھر احمدیت کے رنگ چڑھانے ہیں جو حقیقی اسلام ہے تو اس پہلو سے میں نے دو الگ الگ لفظ بولے ہیں ورنہ حقیقت تو ایک ہی ہے احمدیت حقیقی اسلام ہے اور اسلام حقیقی احمدیت ہے۔

اب میں "حق" کے حوالے سے اس مضمون کو کچھ اور آگے بڑھاتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ تو کہہ دے کہ حق آگیا اور باطل بھاگ گیا اور باطل کا کام بھاگنا ہے اس آیت کریمہ سے بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ حق آجائے تو باطل از خود ہی رفع ہوجایا کرتا ہے اور جو مثال سامنے اُبھرتی ہے وہ سورج کی مثال ہے۔ اُبھرتے ہوئے سورج کی تصویر دکھائی دیتی ہے کس طرح رات کے دھندلکے سورج کے نکلتے ہی غائب ہوجاتے ہیں۔ جہاں جہاں سورج کی کرنیں پہنچتی ہیں اندھیروں کو وہ نور میں تبدیل کر دیتا ہے کتنا آسان مضمون ہے اگر یہ ویسا ہی آسان ہوتا اور یہی قرآن کریم کی مراد ہوتی تو ہر نبی کے آنے کے بعد کسی جدوجہد کی ضرورت نہیں تھی۔ نبی حق لاتا اور خود حق ذات سے تعلق جوڑ کر حق بن کر دکھا دیتا اور اچانک تمام ماحول روشن ہوجاتا، بغیر کسی جدوجہد کے حق کو غلبہ عطا ہوجاتا یہ اس آیت کا مفہوم نہیں ہے۔ بعض صورتوں میں بعض پہلوؤں سے وہ مفہوم بھی ہے لیکن کہاں وہ مفہوم ہے اور کہاں مختلف مفہوم ہیں ان پر میں اب گفتگو کروں گا اور سب سے پہلے غور کے مقابل پر باطل کے مقابل پر حق کیسے اس کو بھگاتا ہے قرآن کے حوالے سے اس پر میں مزید روشنی ڈالتا ہوں کیونکہ دعوت الی اللہ تو دراصل حق کی طرف بلانا ہے اور کیا کیا مشکلات اس راہ میں پیش ہیں کیا اچانک سورج نکل آئے گا روشنی ہوجائے گی یا اس کے لئے محنت کرنا پڑے گی۔ اوّل بات یہ ہے کہ وہ راتیں جو روحانی طور پر راتیں کہلاتی ہیں جن میں عصیان اور خدا تعالیٰ سے دوری کے نتیجے میں اندھیرے پھیل جاتے ہیں ان راتوں کو صبح کرنے کے لئے محنت کرنی پڑتی ہے، ان راتوں کو صبح میں تبدیل کرنے کے لئے راتوں کو اپنے خدا کے تعلق کے نور سے روشن کرنا پڑتا ہے۔ یہ وہ نور نہیں ہے جو از خود ہی اٹھ کر باہر آجاتا ہے چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا لیلۃ القدر کے حوالے سے یہی معنی رکھتا ہے۔ وہ اندھیری رات جس نے تمام عالم کو یکساں اندھیروں میں جھونک رکھا تھا، کہیں کوئی روشنی کا نشان باقی نہیں رہا تھا وہ کیسے تبدیل ہوئی۔ ایک فانی فی اللہ اپنی راتوں کو جگاتا گیا اور یہ اس کی راتوں کو جگانے کا سلسلہ تھا جو خدا کے حضور اس نے گریہ وزاری کی اور حیرت انگیز طور پر راتوں کو دن بنانے کے لئے وقف کر دیا اور وہ راتوں کا وقف تھا جس نے دن پیدا کیا ہے اور جو سورج نکلا ہے وہ اس رات کی محنت کے بعد نکلا ہے پس جب نکلا تو پھر وہ مضمون دنیا نے یوں دیکھا کہ جیسے اچانک سورج نکلا اور روشنی ہوگئی اور اس سے پہلے کی جو محنتیں تھیں اس کی طرف توجہ ہی نہیں گئی۔ جب اسلام غالب آگیا ہے تو لوگ یہی سمجھتے رہے کہ اب کیا ہے بس اسلام روشن ہوگیا، غالب آگیا، آسانی سے سب باتیں حل ہوگئیں لیکن جتنی بڑی جدوجہد تھی جس سے گزرنے کے بعد پھر وہ روشنی کا سورج طلوع ہوا ہے اس کا ذکر قرآن کریم فرماتا ہے اور مختلف صورتوں میں حق کا ذکر کر کے بتاتا ہے کہ حق آنا اور باطل کا بھاگنا ایک ایسا مضمون نہیں کہ ادھر حق نکلا اُدھر باطل بھاگ گیا اس کے لئے کچھ کرنا پڑتا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "وما نرسل المرسلین الا مبشرین ومنذرین" ہم رسولوں کو سوائے اس کے کسی غرض سے نہیں بھیجتے کہ انہیں مبشر کے طور پر بھیجیں اور منذر کے طور پر بھیجیں (؟) خوش خبریاں بھی دے رہے ہوتے ہیں اور ڈرا بھی رہے ہوتے ہیں خوش خبریاں دن کی دیتے ہیں اور ڈراتے رات سے ہیں لیکن جب وہ یہ کام کرتے ہیں "ویجادل الذین کفروا بالباطل لیدحضوا به الحق" تو یہ نہیں ہوتا کہ اچانک حق کی روشنی سے باطل بھاگ جائے وہ جانے سے پہلے بڑی سخت جدوجہد کرتا ہے پورے زور اور طاقت سے مقابلہ کرتا ہے چنانچہ فرماتا ہے "یجادل الذین کفروا" وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا وہ مجادلہ کرتے ہیں اور مجادلے کا آغاز ان کی طرف سے ہوتا ہے وہ کسی صورت اس کو قبول کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتے ہاتھ پاؤں مارتے ہیں ایڑی چوٹی کا زور لگاتے ہیں کہ کسی طرح اس روشنی کو بھگا دیں اور رات کو دائمی کر دیں چنانچہ فرماتا ہے "لیدحضوا به الحق" تاکہ وہ حق کو مٹا ڈالیں بالکل برعکس مضمون ہے "جاء الحق وزهق الباطل" اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ حق آتا ہے تو باطل مٹ جاتا ہے لیکن جب حق آتا ہے تو اس سے پہلے باطل کے مٹنے سے پہلے کچھ ہوتا ہے وہ یہ ہوتا ہے کہ باطل اپنا پورا زور لگاتا ہے کہ جس طرح بھی بس چلے حق کو مٹا ڈالے "واتخذوا آیاتی وما انذروا هزوا" (الکہف: ۵۷) اور ہمارے نشانات کو اور جن باتوں سے ان کو ڈرایا جاتا ہے ان کا وہ مذاق اڑانے لگتے ہیں ان کی تحقیر کرتے ہیں تخفیف کی نظر سے دیکھتے ہیں ہر قسم کے حربے استعمال کرتے ہیں کہ حق مٹ جائے اور باطل باقی رہ جائے

وہ تمام جلسے جو خدا کی خاطر منعقد ہوں اور کوئی غرض نہ ہو ان میں شمولیت بھی ایک بڑی سعادت ہوا کرتی ہے اور صرف ان کی شمولیت نہیں جو نیکی کی غرض سے آتے ہیں ایسے بابرکت لوگ جو اللہ کے ذکر کے لئے اکٹھے ہوتے ہیں ان کے ساتھ مسافر بھی اگر آبیٹھے تو اس کو بھی برکت مل جاتی ہے ــــ!

تو اب دعوت الی اللہ میں یہ تصور کہ ادھر پیغام دیا اُدھر لوگ مان گئے قرآن میں تو اس کا کوئی ذکر نہیں ملتا بلکہ متنبہ فرما رہا ہے کہ تم ان کو خوش خبریاں دو گے لیکن وہ مقابل پر کوشش کریں گے کہ تمہیں صفحہ ہستی سے مٹا دیں۔ اب احمدیت کے متعلق یہی مضمون ہے جو صادق آرہا ہے ایک سو سال سے ہم دیکھ رہے ہیں۔ ہم محض پاک نیتوں کے ساتھ دنیا کی بھلائی کے لئے ان کو اچھا پیغام دے رہے ہیں جانتے ہیں کہ اس میں زندگی ہے، جانتے ہیں کہ اس میں دلوں کی سکینت ہے اور ہر احمدی گواہ ہے کہ احمدیت سے باہر بے اطمینانی اور بے چینی ہے احمدیت کے دائرے میں آکے کایا پلٹ جاتی ہے انسان کی۔ ایک ہی دنیا ہیں۔ بعض لگتا ہے ایسی دنیا جس میں بعض دفعہ باہر کے لوگ بھی جب جھانک کے دیکھتے ہیں تو وہ کہتے ہیں یہ تو ایک جزیرہ ہے اس کا اس دنیا سے کوئی تعلق نہیں۔ مختلف قسم کے لوگ پیدا ہوچکے ہیں اور یہ جزیرے ہر جگہ بن رہے ہیں اور ہر جگہ ہر ملک میں ان جزیروں کے دائرے بڑھ رہے ہیں مگر کیسے بنتے ہیں کیا جدوجہد ہوتی ہے اس کی طرف بھی تو دھیان کرو یہ اچانک کوئی تر لقمہ تو نہیں ہے جو منہ میں داخل کر دیا جاتا ہے۔

تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ باطل زور لگاتا ہے ایڑی چوٹی کا زور لگاتا ہے کہ تمہیں مٹا دے چنانچہ جنرل ضیاء الحق جب زندہ تھے تو انہوں نے یہ اعلان کیا تھا تمام دنیا میں اس اعلان کو اخباروں میں شائع کیا گیا یہاں ان کی ایمبیسی کے نمائندے نے لندن میں آکر ختم نبوت

کانفرنس میں آکر، ضیاء الحق کی طرف سے یہ اعلان پڑھ کر سنایا۔ اس اعلان کا خلاصہ یہ تھا کہ میں اور میری حکومت اس بات پر تُلے بیٹھے ہیں، ہم فیصلہ کئے ہوئے ہیں، ہم تہیہ کئے ہوئے ہیں کہ احمدیت کے کینسر کی جڑیں اُکھیڑ کر پھینکیں گے۔ جہاں جہاں یہ ہو گی تمام دُنیا سے اس کی جڑیں اکھیڑ پھینکیں گے۔ تو کہاں گیا وہ جڑیں اکھیڑنے والا۔ اس کی اپنی جڑیں اکھیڑی گئیں۔ اس کے نتیجے میں خدا تعالیٰ نے ان متکبروں سے کیا سلوک کیا جو احمدیت کے لئے مخالفت میں وقف ہو چکے تھے اور احمدیت کو دیکھیں کہ جگہ جگہ دُنیا کے مختلف ممالک میں وہ جڑیں قائم ہوتی چلی جا رہی ہیں۔ تو یہ تو درست ہے کہ "جاء الحق وزهق الباطل" جب حق آتا ہے تو باطل بھاگ جاتا ہے۔ مگر نام رکھنے سے کچھ نہیں بنتا۔ باطل بھی یہی دعویٰ لے کر اُٹھتا ہے کہ ہم حق پر ہیں تو بعض بعض دفعہ ضیاء الحق نہیں ہوتی وہ ضیاء باطل ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ نے اسی مضمون کو کھول کر بیان کیا ہے۔ تم یہ آواز دے کر اُٹھے ہو کہ ہم حق ہیں ہم آ رہے اور تم مٹ جاؤ گے۔ مخالف کہتا ہے کہ ہم حق ہیں اور ہم فیصلہ کر چکے ہیں کہ تمہیں اس صفحہ ہستی سے مٹا دیں گے۔ پھر اللہ کی تقدیر کچھ فیصلے کرتی ہے۔ کچھ وہ ہیں جو مٹتے چلے جاتے ہیں۔ کچھ وہ ہیں جو نشوونما پاتے چلے جاتے ہیں اور پھیلتے چلے جاتے ہیں اور یہ جو بات ہے یہ حق ذات سے ہوتی ہے اور حق سے تعلق کے نتیجے میں ہوتی ہے۔ اور حق سے تعلق کے کچھ تقاضے ہیں جن کو بہرحال پورا کرنا ہوگا۔ دوسری جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جنگ بدر کا ذکر کرتے ہوئے، کہ تم چاہتے تھے کہ تمہارا مقابلہ نسبتاً چھوٹے قافلے سے ہو جہاں فائدے زیادہ ہوں اور نقصان کم ہو لیکن اللہ کا اور مقصد تھا کہ ان کی طاقت کے اوپر ضرب لگائی جائے اور طاقتور سے تمہیں بھڑا دیا جائے۔ کیونکہ اللہ اس تدبیر سے باطل کی جڑیں اُکھیڑنا چاہتا تھا۔ اب مومنوں نے تو آسانی چاہی تھی وہ تو ایسا ظہورِ حق چاہتے تھے کہ سورج نکلا اور اندھیرے بھاگ گئے اور اس میں حرج کوئی نہیں اگر ایسی خواہش کی جائے مگر کس طرح اللہ مٹاتا ہے، مومنوں کو بھڑاتا ہے غیروں سے اور ان کی جڑیں اکھیڑ دیتا ہے پھر۔ چنانچہ فرماتا ہے "تودون ان غير ذات الشوكة تكون لكم" تم چاہتے تھے کہ تم ان سے ٹکراؤ جن کے پاس ہتھیار نہ ہوں، جھونے کے لئے کانٹے نہ ہوں، کم سے کم تکلیف سے تم زیادہ سے زیادہ فائدہ اُٹھاؤ۔ "ويريد الله ان يحق الحق بكلماته ويقطع دابر الكافرين" (الانفال ۸) اور اللہ یہ چاہتا تھا کہ اپنے کلمات کے ذریعے حق کو متحقق کر دے اور لوگوں کو سمجھ آئے کہ حق کا غالب آنا ہوتا کیا ہے۔ کس طرح غیر معمولی مخالفانہ طاقتوں پر حق غالب آیا کرتا ہے اور جدوجہد کے نتیجے میں آیا کرتا ہے از خود نہیں آجایا کرتا۔ "ويقطع دابر الكافرين" اور کافروں کی جڑیں کاٹ ڈالے اس مقصد سے اللہ نے تمہیں طاقت وروں سے لڑا دیا۔

اب یہ ہے حق کا مضمون جو سمجھنے کے لائق ہے۔ طاقت ور سے اگر کوئی کسی کو لڑا دے تو کمزور کے لئے تو ہلاکت کا پیغام ہے۔ اور اگر طاقت ور کسی کمزور سے لڑ پڑے اور اس کو مٹا دے تو اس میں طاقت ور کے حق پر ہونے کا کوئی بھی ثبوت نہیں ملتا۔ یہ وہ مضمون ہے جس کو خوب سمجھنا چاہئے کیونکہ اللہ حق کی باتیں کر رہا ہے حق ہوتا کیا ہے اور اس کے نشان کیا ہیں اور اگر ایک طاقت ور دشمن اُٹھ کر ایک کمزور سی جماعت کے متعلق فیصلہ کرے کہ ہم اسے مٹا دیں گے اگر مٹا بھی دے تو طاقت ور کا حق پر ہونا ثابت نہیں ہو سکتا۔ لیکن اگر مٹانے میں ناکام ہو جائے اور اگر جب بھی ٹکر لگے تو کمزور غالب آئے اور پھیلتا چلا جائے اور طاقتور سے مزید طاقتور ہوتا چلا جائے، یہ ہے حق کی نشانی۔ یہ اس بات کی نشانی ہے کہ اس جماعت کا حق ذات سے تعلق ہے۔ پس اگر حق سے تعلق ہو تو یہ فیصلہ کہ کون جیتے گا یہ ہمیشہ اس بات پر منحصر ہو گا کہ کس کا حق سے تعلق ہے۔ دشمن کے زیادہ یا کم ہونے سے اس کا کوئی تعلق نہیں اور جب دشمن اتنا زیادہ ہو کہ کسی کی توفیق نہ ہو کہ خدا کے بنائے ہوئے قوانین کو توڑے بغیر وہ دشمن پر غالب آ جائے تو اللہ تعالیٰ خود اپنے قوانین نہیں توڑتا۔ یہ نہیں کہا کرتا کہ حق ہے اس نے غالب آنا ہے، اچانک اس کو سب دُنیا سے لڑا دو پھر تدبیر فرماتا ہے۔ اور ایک دوسری آیت میں بعینہٖ یہی مضمون کھول کر بیان فرمایا ہے کہ حق جب آتا ہے تو پھر کیا کچھ ہوتا ہے، پھر اللہ مدبر الامر بن کے ظاہر ہوتا ہے، وہ پھر تدبیریں اختیار کرتا ہے اور ایک وقت میں اپنے بندوں کو لڑاتا تو طاقتوروں سے ہے مگر اتنے طاقتوروں سے نہیں لڑاتا کہ دُنیا کا قانون توڑے بغیر یا خدا کا قانون توڑے بغیر وہ فتح یاب ہو جائے یعنی اتنے طاقتوروں سے نہیں لڑاتا کہ خدا کا قانون توڑے بغیر ہی وہ فتح یاب ہو سکے۔ مراد یہ ہے کہ اگر خدا یہ فیصلہ کرتا ہے کہ مومنوں میں آج اتنی طاقت ہے کہ ایک دو پر غالب آئے گا اور کل اتنی طاقت ہو گی کہ ایک دس پر غالب آئے گا تو جب تک وہ کل نہیں آتا، جب تک مومن اتنا طاقتور نہ ہو جائے اس وقت تک ایک کو دس سے نہیں بھڑاتا۔ اور ہمیشہ ایسی تدبیریں کرتا ہے کہ دشمن اپنی غالب طاقت کے ساتھ حملہ آور ہو ہی نہیں سکتا۔ ان کے ارادے ٹوٹتے ہیں، بکھر جاتے ہیں، ان کو اکٹھا ہونے کی توفیق نہیں ملتی، اگر وہ کوشش کرتے ہیں اکٹھا ہونے کی تو آپس میں پھر لڑائیاں شروع ہو جاتی ہیں تو یہ تدبیر سے تعلق رکھنے والی باتیں ہیں مگر بندے کی تدبیر نہیں، یہ حق کی تدبیر ہے۔ اور جب حق تدبیر کرتا ہے تو ایک بات ظاہر ہوتی چلی جاتی ہے کہ گو ہر دن کمزور لڑتا تو طاقتور سے ہے لیکن رفتہ رفتہ زیادہ طاقتور سے لڑنے کی اس میں صلاحیت پیدا ہوتی چلی جاتی ہے اور یہ مضمون آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے زمانے میں آپ کے غلاموں کے عمل سے قطعی طور پر ثابت ہوتا ہے۔ اس سے یہ مراد نہیں ہے کہ اوّلین نسبتاً خدا کے کم پیارے ہوتے ہیں بلکہ یہ ایک اور مضمون ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ جب ایک کمزور کو ایک طاقتور سے لڑایا جائے تو نفسیاتی لحاظ سے اس میں رفتہ رفتہ خود اعتمادی پیدا ہوتی ہے اور ایک دم زیادہ بڑے سے لڑنے کی اس میں صلاحیت نہیں ہوتی اور اللہ تعالیٰ کا قانون ہے کہ "لا يكلف الله نفسا الا وسعها" کہ اللہ کسی نفس پر اس کی وسعت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالتا۔ پس سب سے زیادہ تو طاقتور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم تھے وہ مجسم حق بن گئے۔ اگر آسمان اور زمین پر ایک حق تھا تو اس کا بندوں میں ایک کامل مظہر جس کی کوئی مثال نہیں وہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ تو سب سے زیادہ طاقتور آپؐ کو ہونا چاہئے تھا اور آپؐ ہی تھے۔ آپؐ ہی کا حق تھا جو اردگرد پھیل رہا تھا اور اس حق کا جب غیروں سے مقابلہ ہوا ہے تو اللہ جو اپنے قوانین کے اوپر خود مدبر ہے اس کا یہ فیصلہ تھا کہ میں اس حق کو رفتہ رفتہ کھولوں اور آغاز میں ان کا اتنا مقابلہ کرواؤں کہ میرے اس قانون کے خلاف نہ ہو کہ "لا يكلف الله نفسا الا وسعها" تو ان کی مادی وسعتوں کی بحث چل رہی تھی، روحانی وسعتوں کی بات نہیں ہو رہی تھی۔ مادی لحاظ سے وہ کمزور تھے، روحانی لحاظ سے ایسے طاقتور تھے کہ اس کے بعد کبھی کوئی نسل اس سے زیادہ طاقتور نہیں آئی۔ پس وہ تابعین جن کو بعد میں ایک کے مقابل پر دس ہی نہیں بلکہ بعض دفعہ ان سے بھی زیادہ پر فتوحات نصیب ہوئیں ان کی روحانی فضیلت پر یہ دلالت نہیں کرتا۔ یہ بتاتا ہے یہ مضمون کہ پہلوں نے جو قربانیاں

رہی وہ بڑے بڑوں سے بھڑ گئے۔ کمزور ہونے کے باوجود ان کو فتوحات ملیں تو قوم کی نفسیاتی حالت میں ایک تبدیلی پیدا ہوئی ہے، قوم کی نفسیاتی حالت میں خود اعتمادی پیدا ہوئی ہے ان کو جراتیں عطا ہوئیں اور ان کی توفیق بڑھتی ہے۔ اور جب ایسا ہو تو رعب کا مضمون داخل ہو جاتا ہے۔ قرآن کریم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہٖ وسلم کے متعلق یہ فرمایا کہ رعب کی نصرت عطا فرمائی گئی یعنی اس مضمون کو ان لفظوں میں نہیں مگر حدیث نے جو مضمون نکھولا ہے اس میں دو تین مرتبہ یہی لفظ استعمال فرمایا ہے کہ مجھے رعب کی نصرت عطا کی گئی ہے۔ اللہ نے فرمایا کہ تجھے رعب کی نصرت عطا کی گئی ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو جو الہام ہوا ہے اس میں یہی لفظ ہیں کہ رعب کی نصرت عطا کی گئی۔ یہ جو رعب ہے یہ رفتہ رفتہ بنتا ہے۔ یہ ہوا ہے جو بن جاتی ہے۔ جب یہ ہو تو پھر طاقتور خود کمزور ہوتا چلا جاتا ہے۔ ادھر اس کی نفسیاتی الجھن یہ بن جاتی ہے کہ وہ خوف زدہ رہتا ہے دل میں جانتا ہے کہ طاقتور ہے بظاہر کمزور بھی ہو تو اس نے غالب آجانا ہے۔ جب یہ دل میں یقین پیدا ہو جائے کہ یہ کمزور ہوتے ہوئے بھی غالب آجائے گا تو اس کی صلاحیتوں میں کمزوری آجاتی ہے۔ اس کے برعکس جو کمزور ہو جس کو پتہ ہو کہ خدا کا دستور ہمیشہ سے یہی ہے کہ ہمیشہ مجھے کمزور ہوتے ہوئے وہ نصرت عطا فرماتا ہے وہ اور زیادہ طاقتور ہوتا چلا جاتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس کے دشمنوں سے کمزوروں کو بھڑاتا ہے، توفیق دیتا ہے۔

> **وہ راتیں جو روحانی طور پر راتیں کہلاتی ہیں جن میں معصیاں اور خدا تعالیٰ سے دوری کے نتیجہ میں اندھیرے پھیل جاتے ہیں ان راتوں کو صبح کرنے کے لئے محنت کرنی پڑتی ہے۔ ان راتوں کو اپنے خدا کے تعلق کے نور سے روشن کرنا پڑتا ہے۔**

اور حق جو ہے اس کے دو پہلو ہیں ایک خدا کا نور ہونا۔ خدا کا نور ہونے کے نتیجے میں ہی اعضاء بدن میں تبدیلیاں واقع ہوتی ہیں اور اُمت مسلمہ کے اعضاء بدن وہ صحابہ تھے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے ارد گرد تھے ان میں جس حق نے سرایت کر کے پاک تبدیلیاں پیدا فرمائیں اور انہیں عظیم طاقتور قوم میں تبدیل کیا اس تبدیلی کی روح محمد مصطفیٰ تھے صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم اور آپ ہی تھے جو حق کے نمائندہ بن کر ان کو حق میں تبدیل کر رہے تھے۔ پس جد و جہد کے بغیر تو غلبہ ہو ہی نہیں سکتا لیکن قانون یہی ہے جو میں نے بیان کیا کہ کمزور پہلے سے بڑھ کر طاقتور ہوتا چلا جاتا ہے۔ اور کمزور ہونے کے باوجود جب کبھی خدا اسے غیر سے بھڑاتا ہے اس کو فتح عطا فرماتا ہے۔ اپنے مقاصد میں وہ جیتتا ہے اور غیر ہار جاتے ہیں۔ اب انہوں نے پوری کوشش کی تھی پاکستان میں، تمام قسم کے قوانین جو سوچے جا سکتے تھے احمدیت کی راہ روکنے کے لئے وہ بنا دئے۔ ہر قسم کی سزائیں جو پیغام حق پہنچانے کے نتیجے میں احمدیوں کو مل سکتی تھیں وہ دے دی گئیں، سب رستے روک دیئے گئے، لٹریچر کی اشاعت بند ہو گئی۔ مگر یہ جو مضمون ہے "جاء الحق و زھق الباطل" یہ کمزوری میں بھی جلوہ گر ہوتا ہے اور باطل کی کوششوں کو خدا ناکام بنا کر دکھا دیتا ہے۔ پس آپ دیکھ لیں کوئی ایک ایسا سال نہیں ہوا جس میں نعوذ باللہ من ذالک احمدی مرتدوں کی تعداد ان غیروں میں سے احمدی بننے والوں سے بڑھ گئی ہو۔ بہت نمایاں فرق رہا ہے ہمیشہ۔ پھر جو مرتد ہوئے وہ تمام تر وہ ہیں ان سب کی تاریخ ہمارے پاس ریکارڈ میں محفوظ ہے جو پہلے ہی نام کے احمدی تھے اور کردار کے گندے تھے۔ کئی قسم کی خرابیاں، کئی قسم کے فساد تھے نہ مسجدوں میں آنے والے، نہ نمازوں کا شوق رکھنے والے، نہ چندوں کی قربانیوں میں آگے آنے والے ایک قسم کی جو کھٹی جو ساتھ لگی ہوئی تھی۔ اور اللہ نے ان کو جو کامیابی دی ہے وہ یہ ہے کہ ہم سے باطل کو الگ کر کے اس باطل میں ملا دیا ہے۔ یہ کامیابی ہوئی ان کے لئے، میرا مطلب ہے ان کی کامیابی بھی ہماری ہی کامیابی بنتی ہے۔ اگر ہم میں سے اچھے لوگ وہ کھینچ لیتے جن سے وہ اُمیدیں لگائے بیٹھے تھے کہ بہت اچھے لوگ ہیں جن پر سوسائٹی کی نظر تھی کہ ہاں یہ احمدی تو ہیں مگر ہیں بہت شریف، ایک ہی نقص ہے کہ احمدی ہیں، ان میں سے کتنے انہوں نے لئے؟ ایک بھی نہیں لیا۔ تو یہ جو باطل کے مقابل پر حق کی کامیابی کا مضمون ہے اس کا یہ مطلب نہیں کہ کسی جگہ تمہاری مسجدیں نہیں برباد ہوں گی کسی جگہ تمہیں جانی نقصان نہیں پہنچے گا کسی جگہ سے تمہیں ہجرت نہیں کرنی پڑے گی کیونکہ یہ سارے واقعات انبیاء کے ساتھ لگے ہوئے ہیں۔ اگر باطل کے بھاگنے کا یہ مطلب ہو تو پھر نعوذ باللہ من ذالک سارے انبیاء کو بھاگا ہوا شمار کرنا پڑے گا۔ اگر انبیاء کی ہجرت "زھق الباطل" کے معنوں میں لی جائے نعوذ باللہ من ذالک، تو پھر سارے انبیاء باطل بنتے ہیں۔ مگر قرآن کریم جب حق اور باطل کے مقابلے کی تفصیل بیان فرماتا ہے تو ایسے منطقی طور پر درجہ بدرجہ اس مضمون کو آگے بڑھاتا ہے کہ اس کے ہر پہلو پر، ہر قدم پر دیکھنے والے کو حق کی فتح اور باطل کا زیاں دکھائی دے گا۔ اس کا بھاگنا ہر میدان سے ثابت ہوتا چلا جاتا ہے۔

وہ جو مقابلہ ہے وہ کیوں ہے سوال تو یہ ہے کہ قرآن کریم کی جو آیت میں نے آپ کے سامنے پڑھ کر سنائی ہے اس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ باطل جہاد شروع کر دیتا ہے کسی طریقے سے حق کو مٹا ڈالے اور کچھ اس کا باقی نہ چھوڑے یہ جہاد کیوں ہوتا ہے۔ یہ در اصل شکست کا اعتراف ہے۔ باطل کے جہاد کا آغاز ہی اعتراف شکست سے ہے۔ کیونکہ اگر باطل کو یہ خوف ہو کہ بدیاں نہ پھیل جائیں، گندگی نہ ہو جائے، سوسائٹی گندی نہ ہو جائے۔ جھوٹ، فسق و فجور معاشرے پر قبضہ نہ کر لے تو وہ تو پہلے سے ہی ہے۔ وہ تھا تو خدا نے نبی بھیجے۔ اور اس کے خلاف معاشرے نے کبھی کوئی رد عمل نہیں دکھایا اس کو قبول کئے بیٹھا ہے۔ تو صاف پتہ چلا کہ بدیوں سے اور باطل سے اس معاشرے کی جنگ نہیں خدا کی طرف سے اس کے پیغمبر آتے ہیں کوئی لڑائی نہیں ہوتی، آرام سے بیٹھے رہتے ہیں۔ لڑائی اس سے ہوتی ہے جو آپ کی اقتدار پر حملہ کرتا ہے۔ آپ کی اقتدار کو مٹاتا ہے اور خدا کی طرف سے آنے والا بدیوں پر حملہ کرتا ہے اور نیکیوں کو پھیلانے کی کوشش کرتا ہے۔ اچانک باطل اُٹھ کھڑا ہوتا ہے اور اس کے مقابل پر جد و جہد شروع کر دیتا ہے۔ یہ اعتراف ہے کہ ہم بدیوں کے نمائندہ ہیں ہم بدیوں کے علمبردار ہیں اور نیکی کو برداشت نہیں کر سکتے اور یہ بھی اعتراف ہے کہ یہ نیکی غالب آنے والی نیکی ہے ورنہ ان میں ہر قسم کے پاگل، ہر قسم کی بڑھیں مارنے والے تحریکیں شروع کرتے ہیں ان کی مخالفت نہیں ہوتی۔

اب اس مضمون کو حضرت عیسیٰؑ کے حوالے سے سمجھیں تو کتنا کھل کر سامنے آجاتا ہے۔ حضرت عیسیٰ اپنے وقت میں حق کے نمائندہ تھے "جاء الحق و زھق الباطل" کا مضمون آپ پر بھی صادق آنا تھا اور آنا چاہیئے تھا اگر نہیں آیا تو نعوذ باللہ من ذالک خدا تعالیٰ کا یہ دائمی اعلان غلط نکلتا ہے۔ یہ ناممکن ہے کہ خدا کا کلام غلط نکلے۔ پس کیسے ہوا وہ مقابلہ، حق کیسے غالب آیا۔ سب سے پہلے حق کے غالب آنے کی نشانی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی

اس انتہائی جاہلانہ اور ظالمانہ مخالفت میں طلوع ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دور میں یہ مضمون خوب کھل کر سامنے آجاتا ہے۔ حضرت عیسیٰؑ کے زمانے میں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مخالفت ہوئی ہے اس سے پہلے یہود میں ہر قسم کی بدیاں پھیلی ہوئی تھیں ہر قسم کا فسق و فجور جاری تھا اور ان کو کوئی ہوش نہیں تھی، کوئی پرواہ نہیں تھی۔ عیسیٰ علیہ السلام کے مقابلہ کے لئے جو وہ ایک دم اُٹھے ہیں اس کی وجہ سمجھ نہیں آتی کیوں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا پیغام یہ تھا کہ اگر کوئی تمہارے ایک گال پر تھپڑ مارے تو دوسرا بھی آگے کر دیا کرو۔ کوئی اگر تم سے جبہ مانگے تو قمیص بھی اُتار کر دے دو۔ عجیب سا پیغام تھا اور اس پیغام میں کوئی بھی غصہ دلانے والی بات تھی ہی نہیں۔ اگر یہ پیغام عام ہو جاتا تو یہودیوں کو کیا تکلیف تھی۔ قمیصیں مانگتے جبے بھی ساتھ مل جاتے، جبے مانگتے تو قمیصیں بھی ساتھ مل جاتیں۔ ایک عیسائی بے چارے کو ایک تھپڑ مارتے کہتا لو دوسرا بھی گال حاضر ہے تھپڑ مار لو۔ اس کے باوجود وہ مشتعل ہو گئے۔ اس کے باوجود وہ ایک ہو گئے باوجود اس کے کہ ان کے دل پھٹے ہوئے تھے۔

انڈونیشین قوم اتنی عظیم ہے تعداد کے لحاظ سے بھی اور صلاحیتوں کے لحاظ سے بھی کہ اگر یہ حقیقی معنوں میں اسلام کے نور سے مزین ہو جائے اور احمدی مسلمان دعوت الی اللہ کا کام اچھی طرح شروع کر دیں تو اللہ کے فضل سے اس کا فیض صرف انڈونیشیا کے دائرے تک محدود نہیں رہے گا بلکہ تمام مشرق بعید کے ممالک تک پہنچے گا۔

صدیوں سے ایک دوسرے سے لڑ رہے تھے لیکن حضرت مسیحؑ کی مخالفت میں ایک ہو گئے کیونکہ ان کے دل گواہ بن گئے تھے کہ یہ پیغام غالب آنے والا پیغام ہے، حق ہے۔ اگر حق نہ ہوتا اور ان کے دلوں کو یقین نہ ہوتا کہ یہ حق ہے تو کبھی اس قسم کی جاہلانہ مخالفت نہ کرتے۔ اور ہر نبی کے حق ہونے کے ثبوت میں اسی قسم کی مخالفت ہمیشہ اس کے حق میں ایک روشن نشان بن کر اُبھرا کرتی ہے۔ تمام انبیاء کی یہ مشترک کہانی کہہ لیں یا ایک ایسی تقدیر ہے ان کی جو سب انبیاء کے حق میں خدا کی طرف سے برابر جاری ہوئی ہے کہ ان کے پیغام میں حقیقت میں کوئی غصہ دلانے والی بات ہو نہیں سکتی، نہ تھی۔ اور آپس میں لڑتے ہوئے ان کی مخالفت میں ایک دم اکٹھے ہو جاتے ہیں اور اعلان کرتے ہیں کہ ہاں ہم لڑا کرتے تھے، جانتے ہیں، ہم ایک دوسرے کو کافر کہتے تھے وہ سارے ایک دوسرے کو کافر کہا کرتے تھے جو بہتر (۷۲) فرقے یہود کے تھے اور ہم ایک دوسرے کی جان کے بھی دشمن تھے مگر اب تو دیکھو ہم سب اکٹھے ہو گئے ہیں اور تمہیں مٹانے کے درپے ہیں، تمہیں مٹانے کی خاطر اکٹھے ہوئے ہیں۔ بعینہٖ جیسے ۱۹۷۴ء کا واقعہ ہوا ہے اسی طرح یہود کی ایک مجلس بیٹھی اس میں تمام فرقوں کی نمائندگی ہوئی اور انہوں نے مل کر یہ کہا کہ ہم سارے اکٹھے ہو کر عیسائیت کو دائرہ یہودیت سے خارج کرتے ہیں۔ آج سے ان کا یہودیت سے اور موسیٰؑ کے مذہب سے کوئی بھی تعلق باقی نہیں رہا۔ یہ واقعہ تاریخی واقعہ ہے جس کو ساری دُنیا کے مؤرخین تسلیم کرتے ہیں۔ یہ واقعہ کیوں وہاں پیش آیا جب کہ عیسائیوں بے چاروں کی تو حالت یہ تھی کہ ماریں کھاتے تھے، بُرا حال، ان کا جو دعوے دار تھا مسیحیت کا اس کو صلیب پر لٹکا دیا گیا اور پھر ان لوگوں کو کچھ پتہ نہیں رہا کہ واقعہ کیا ہوا یہ الگ بحث ہے۔ اور کمزوری کا یہ عالم تھا اور درویشانہ ہوجاتے تھے، قتل ہوتے تھے، لوٹے جاتے تھے۔ ان سے ڈر کیا تھا ان کو ایک ہی ڈر تھا کہ "جاء الحق" حق آچکا ہے۔ دل گواہ تھے کہ "زهق الباطل" باطل نے بھاگنا ہی بھاگنا ہے۔ یہ خوف تھا جب دوبارہ دامن گیر ہوا دوسرے مسیح کے وقت تو بعینہٖ وہی حرکتیں شروع ہو گئیں۔ اور وہ جو اعلان تھا کہ ہم ان کو مٹا کے چھوڑیں گے صرف یہ نہیں ہوا۔ بہتر (۷۲) فرقے اکٹھے ہو گئے، ان کی بھی ایک کونسل بلائی گئی اور ۱۹۷۴ء کا سال گواہ ہے کہ انہوں نے یہ اعلان کئے کہ ٹھیک ہے ہم لڑا کرتے تھے، ٹھیک ہے شیعہ سُنی کو برداشت نہیں کرتے تھے، سُنی شیعہ کو نہیں برداشت کرتے تھے، وہابی اہل سنت کو مشرک کہا کرتے تھے، اہل سنت وہابیوں کو گستاخ رسول کہتے تھے۔ یہ سب کچھ تھا لیکن ہم سارے ایک فرقے کے خلاف کبھی اکٹھے نہیں ہوئے تھے۔ وہ یہ کہتے تھے اور ۱۹۷۴ء میں اس کا ذکر کیا گیا۔ جو میں بات بیان کر رہا ہوں اس کا بار بار ۷۴ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کو یہ بات جتلائی گئی کہ دیکھو تم یہ نہ کہو کہ ہم بھی لڑتے ہیں، ہم بھی مخالف تھے۔ تمام تاریخ اسلام میں ایک دفعہ ثابت کر کے دکھاؤ کہ بہتر (۷۲) فرقے اکٹھے ہو گئے ہوں۔ ہم نے کہا "الحمد للہ" اسی تاریخ کے حوالے کی ضرورت تھی۔ بعد میں ہم کہیں گے تو تم نہیں مانو گے اور یہی تمہارے منہ سے کہلوانا چاہتے تھے کہ آج پہلی دفعہ یہ واقعہ ہوا ہے کہ بہتر (۷۲) ایک ہو گئے ہیں اور ایک کو نکال کے باہر کیا گیا ہے۔ لیکن ڈر کیا تھا وہ کہتے ہیں یہ "شرذمة قليلون" بھٹو صاحب کا اعلان تھا یہ تو چھوٹے سے ذلیل لوگ ہیں یہ ہمیں غصہ دلاتے ہیں۔ اگر ہمیں غصہ نہ دلاتے تو ہمیں یہ اتنا سخت MEASURE ان کے خلاف نہ لینا پڑتا، اتنا بڑا اقدام نہ کرنا پڑتا۔ بعینہٖ یہی بات ضیاء الحق نے کہی کہ ہم کیا کریں۔ وہاں تو ہمیں لوگوں کو یہ کہتے تھے مگر جب غیر قومیں ان کو لکھتی تھیں کہ تمہارا دماغ پھر گیا ہے، تمہیں کیا ہو گیا ہے۔ ایک طرف کہتے ہو چھوٹی سی جماعت ہے تیس لاکھ تو درکنار ایک لاکھ بھی نہیں ہے۔ یہ آفیشل ان کی اطلاعیں تھیں جو غیر قوموں کو دے رہے تھے اب تیس لاکھ پر تو ہمیں کوئی اصرار نہیں، تین لاکھ بھی ہوں اس سے کوئی بحث نہیں۔ جتنے تھوڑے تھے اتنا ہی ثبوت ہے کہ یہ ہمیں حق سمجھ رہے تھے۔ جتنے تھوڑے تھے اتنا ہی زیادہ ان کا خوف ان کو ملزم کر رہا تھا۔ تو جب یہ سوال کیا گیا کہ تھوڑے سے تو ہیں تمہیں کیا تکلیف ہے۔ تو انہوں نے کہا ہمیں غصہ دلاتے ہیں، بڑی مصیبت ہے۔ چھوٹے سے ہیں، تھوڑے سے ہیں، حیثیت ہی کوئی نہیں۔ وہ غصہ دلاتے ہیں بڑا شدید۔ غصہ دلاتے کیسے ہیں۔ کہتے ہیں وہ غالب آجائیں گے اور آرہے ہیں یہ بات تھی جو تکلیف دیتی تھی۔ تھوڑے ہیں، کمزور ہیں، حیثیت نہیں آٹے میں نمک کے برابر بھی نہیں۔ لیکن غالب آنے کے ذریعہ غصہ دلاتے ہیں۔ سارا زور اس بات پر تھا کہ جب کبھی ہم ان سے ٹکرائے ہیں یہ بڑھے ہیں اور ہم کم ہوئے ہیں۔ تمام نفسیات ملاں کی اسی ایک مرکزی نقطے کے گرد گھومتی ہے۔ ہر دفعہ اس نے کوشش کی کہ کسی طرح حق کا بڑھنا اور باطل کا بھاگنا یہ جو تقدیر ہے اس کو اُلٹ کے رکھ دیں۔ کسی طرح کوئی ایسا ذریعہ اختیار کریں کہ حق کا آگے بڑھنا بند ہو جائے اور باطل کا پیچھے ہٹنا رُک جائے لیکن ہر تدبیر الٹی پڑی ہے۔ یہاں تک کہ ۱۹۷۴ء آگیا۔ یہ اعلان کر دیا گیا کہ احمدی سارے غیر مسلم ہیں۔ ہم بہتر (۷۲) ایک طرف یہ ایک

طرف۔

تو یہی جو آپ کو سمجھا رہا ہوں قرآن کریم کی آیت کی صداقت کا نشان یہ ہے کہ بظاہر کمزوری میں بھی ایک ایسا حق کی حفاظت کا نشان ہے کہ یقیناً کہا جا سکتا ہے کہ "جاء الحق و زھق الباطل" حق آگیا اور باطل بھاگ گیا کیونکہ یہ بھاگنے کے پیش خیمے ہی تو ہیں۔ یہ پیش بندیاں کرنا، یہ قانونی طور پر روکیں کھڑی کرنا، یہ مخالفتوں کی دیواریں کھڑی کرنا، یہ ظلم و تعدی اور استبداد کے ذریعہ ایک بڑھتی، نشوو نما ہوتی ہوئی قوم کو کچل کے رکھ دینے کی کوشش کرنا، پاؤں تلے روندنے کی کوشش کرنا کس بات کا خوف تھا۔ ہر دل گواہ تھا، آج بھی ہے یہ تمام مولوی جانتے ہیں کہ اگر حکومت کے ہمیں سہارے حاصل نہ ہوں، اگر ہمیں جھوٹ کے سہارے حاصل نہ ہوں، اگر ہم عوام کو ان کے خلاف مشتعل نہ کریں تو کل کی بجائے یہ آج ہمیں کھا جائیں گے تو قرآن دیکھو کیسا سچا ہے "جاء الحق و زھق الباطل ان الباطل کان زھوقا" باطل کے مقدر میں تو بھاگنا ہی بھاگنا ہے۔

اور یہ گواہی اس جدوجہد کا آغاز کرتی ہے جس کے متعلق قرآن ہمیں متنبہ کرتا ہے۔ پہلے دن سے ہی تمہارے غلبے کے آثار دیکھ لیں گے اور پہچان لیں گے۔ جب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ایک ہوں گے، اس وقت بھی اُن کو غالب سمجھا جائے گا۔ وہ جانتے ہوں گے کہ یہ ایک ہے جو تمام دنیا پہ بھاری اُترے گا اس لئے اس ایک کو مٹانے کے درپے ہو جائیں گے اور ان کی آنکھوں کے سامنے وہ ایک بڑھتا چلا جائے گا۔ پس ایک ہی بات دشمن کی سچی نکلتی ہے اور ہمیشہ سچی نکلتی ہے کہ حق دوسروں کے پاس ہے، حق محمد رسول اللہ اور ان کے غلاموں کے پاس ہے، حق انبیاء کے پاس ہے اور وہ حق سے عاری ہیں۔ یہ جو دل کی آواز ہے، دل کی پہچان ہے یہ ہمیشہ سچی رہی ہے اور ہمیشہ سچی رہے گی۔

> جب حق تدبیر کرتا ہے تو ایک بات ظاہر ہوتی چلی جاتی ہے کہ دن بدن کمزور لڑتا تو طاقتور سے ہے لیکن رفتہ رفتہ زیادہ طاقتور سے لڑنے کی اس میں صلاحیت پیدا ہوتی چلی جاتی ہے اور یہ مضمون آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کے زمانے میں آپ کے غلاموں کے عمل سے قطعی طور پر ثابت ہو گیا ہے۔

مگر اس کے ساتھ ایک اور بھی مضمون وابستہ ہے کہ حق تب تک رہو گے جب حق سے تعلق ہو گا۔ جہاں حق سے تعلق ٹوٹا وہاں حق کے متعلق خدا کی یہ گواہی تمہارے حق میں صادق آنا بند کر دے گی کہ حق آئے گا اور باطل بھاگ جائے گا۔ پس جہاں حق سے تعلق میں کمزوری ہے وہاں غلبے کے مضمون میں بھی اسی حد تک کمزوری پیدا ہو جاتی ہے۔ اگر معاشرے ایسے ہوں کہ لوگ دنیا دار ہو چکے ہوں اگر مادہ پرستی غالب آچکی ہو تو اچانک زندگی کے فقدان کے آثار ظاہر نہیں ہوا کرتے۔ لوگ سانس لیتے ہیں اور لیتے چلے جاتے ہیں۔ ظاہری تقاضے زندگی کے بھی پورے کرتے ہیں۔ دیکھنے میں اچھے بھلے چلتے پھرتے زندہ انسان دکھائی دیتے ہیں مگر بنیادی طور پر ان کا حق سے تعلق اس حد تک کمزور ضرور پڑ چکا ہوتا ہے کہ ان کے حق میں خدا کی یہ گواہی پوری نہیں ہوتی کہ "جاء الحق وزھق الباطل"۔

پس دعوت الی اللہ کا راز اس میں ہے کہ تم اپنا تعلق حق سے جوڑ لو اور ایسا گہرا پیوند کر دو کہ تم پر حملہ حق پر حملہ ہو۔ کوئی تمہیں ٹیڑھی آنکھ سے دیکھے تو گویا وہ خدا کو ٹیڑھی آنکھ سے دیکھ رہا ہے۔ تمہارے مقابلے کے لئے اُٹھے تو خدا سے مقابلہ کرنے کے لئے اُٹھا ہو۔ یہی اعلان ہے جو بڑی تحدی سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بار بار فرمایا ہے

اے آں کہ سوئے من بدویدی بصد تبر ★ از باغباں بترس کہ من شاخ مثمرم

تم کیا سمجھتے ہو ایک کمزور شاخ تجھے بنا رکھا ہے تم نے۔ شاخ میں کمزور ہوں، مجھ میں دفاع کی طاقت نہیں ہے ٹھیک ہے۔ لیکن "از باغباں بترس کہ من شاخ مثمرم" باغباں سے ڈرو کہ میں پھل دار شاخ ہوں۔ اور پھل دار شاخ کی حفاظت کرنا باغباں کی ذمہ داری ہوا کرتی ہے۔ پس جہاں آپ پھل دار شاخ بنیں گے وہاں اللہ لازماً آپ کی تائید کے لئے کھڑا ہو گا وہاں لازماً دشمن کی ہر کوشش آپ کے مقابل پر ناکام بنا دے گا مگر حق سے تعلق قائم ہو گا تو یہ باتیں ہوں گی۔

> جہاں آپ پھل دار شاخ بنیں گے وہاں اللہ لازماً آپ کی تائید میں کھڑا ہو گا، وہاں لازماً دشمن کی ہر کوشش آپ کے مقابل پہ ناکام بنا دے گا مگر حق سے تعلق قائم ہو گا تو یہ باتیں ہوں گی۔

اس سلسلے میں قرآن کریم نے جہاں مختلف پہلو بیان فرمائے ہیں بعض آیات کے حوالے سے میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ پہلی بات تو یہی نے بیان کر دی کہ ٹکراتا ضرور ہے اللہ تعالیٰ اور اس سے ٹکرا دیتا ہے جو بظاہر طاقتور ہیں، ہوتے بھی طاقتور ہیں۔ اور "جاء الحق و زھق الباطل" کا ثبوت یہ پیش کرتا ہے کہ کمزور طاقتور کو کھاتا چلا جاتا ہے، وہ اس پر غالب آتا چلا جاتا ہے۔ دوسری جگہ فرماتا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے حوالے سے :-

فَلَمَّا جَآءَ السَّحَرَةُ قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰٓى اَلْقُوْا مَآ اَنْتُمْ مُّلْقُوْنَ ۝

فَلَمَّآ اَلْقَوْا قَالَ مُوْسٰى مَا جِئْتُمْ بِهِ السِّحْرُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَيُبْطِلُهٗ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِيْنَ ۝ وَيُحِقُّ اللّٰهُ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ ۝ (یونس: ۸۱ تا ۸۳)

کہ جب وہ جادوگر موسیٰ کے سامنے آئے تو موسیٰ نے کہا "القوا ما انتم ملقون" جو کچھ تم نے ڈالنا ہے ڈال دو۔ جو کچھ تمہارے پاس ہے نکال پھینکو۔ "فلما القوا قال موسیٰ ما جئتم بہ السحر" جب انہوں نے نکال پھینکا تو موسیٰ نے کہا یہ تو جادو ہے اور یہاں جادو کا معنی ہے جھوٹ، شائبہ حقیقت بات۔ ایسی چیز جو نظر کو دھوکہ دینے والی ہے لیکن حقیقت میں اس کی ماہیت اور ہے۔ "ویحق اللہ الحق بکلمتہ ولو کرہ المجرمون" اور مجرم لوگ خواہ ناپسند کریں اللہ اپنے کلمات کے ذریعے حق کو متحقق کر دیا کرتا ہے اور ثابت کر کے دکھا دیتا ہے۔

اب وہاں دیکھیں کیا واقعہ ہوا۔ جو سحر تھا اس کی حقیقت تھی کہ جو رسیاں جادوگروں کی طرف پھینکی گئیں وہ سانپ نہیں بنی تھیں۔ وہ سانپ دکھائی دینے لگی تھیں۔ اور موسیٰ نے عصا پھینکا تھا

साप्ताहिक 'बद्र'

सम्पादक :-
मुनीर अहमद खादिम
उप सम्पादक :-
मुहम्मद नसीम खान
कुरैशी मुहम्मद फ़ज़लुल्लाह

क़ादियान [पंजाब]

वर्ष 2 हिन्दी भाग 7-14 सितम्बर 1995 अंक 38-39

पवित्र क़ुर्आन

सांसारिक जीवन

"इस सांसारिक जीवन की हालत तो उस पानी की तरह है जिसे हम ने बादल से बरसाया हो, फिर उसके साथ धरती की वनस्पति मिल गयी हो जिसे मनुष्य तथा पशु-पक्षी खाते हैं, यहाँ तक कि जब धरती ने अपनी कमाल दर्जे की ज़ीनत (सुन्दरता) को पा लिया और रुपवती हो गयी और उसके मालिकों ने यह समझ लिया कि अब वे उस पर अधिकार जमा चुके हैं तो उस पर रात या दिन को हमारा (अज़ाब के बारे में) आदेश आ गया और हमने उसे कटे हुए खेत की तरह बना दिया, मानो वहाँ कल कुछ भी न था। सो जो लोग समझ से काम लेते हैं उनके लिए हम अपनी आयतें खोल-खोल कर वर्णन करते हैं। और अल्लाह शान्ति के घर की ओर बुलाता है और वह जिसे पसन्द करता है उसे सम्मार्ग पर चला कर निर्धारित लक्ष्य तक पहुंचा देता है।"

यूनुस-25-26)

हदीस शरीफ़

कर्जदार के साथ नर्मी करो

फर्मान हज़रत मुहम्मद मुस्तफ़ा सल्लल्लाहो अलैहिवसल्लम

"अल्लाह तआला उस व्यक्ति पर रहम (दया व कृपा) करे जो ख़रीदते-बेचते और अपना अधिकार व हक मांगते समय नम्रता से काम लेता है।"

(बुख़ारी)

"जिसे यह बात पसन्द हो कि अल्लाह तआला उसके क़यामत के दिन की तकलीफ़ों तथा सख्तियों से छुटकारा दे तो उसे चाहिए कि ग़रीब क़र्जदार के साथ नम्रता का व्यवहार करे और उसे मोहलत (ढील) दे या उसे माफ कर दे।" (मुस्लिम)

निर्धनों से व्यवहार

मलफ़ूज़ात

हज़रत मिर्ज़ा ग़ुलाम अहमद साहिब मसीह मौऊद अलैहिस्सलाम फर्माते हैं -

एक हदीस में आया है कि क़यामत में अल्लाहताला कुछ बन्दों से कहेगा कि तुम बहुत नेक हो तथा मैं तुम से बहुत खुश हूं क्योंकि मैं बहुत भूखा था तुम ने खाना खिलाया मैं नंगा था तुम ने कपड़ा दिया मैं प्यासा था तुम ने मुझे पानी पिलाया मैं बीमार था तुमने मेरी अयादत (हाल पूछना) की वह कहेंगे या अल्लाह तू इन बातों से पवित्र है तू कब ऐसा था जो हम ने तेरे साथ ऐसा किया तब वह कहेगा कि मेरे फलां-फलां बंदे ऐसे थे तुम ने उन की खबरगीरी की वह ऐसा मामला था कि जो तुमने मेरे साथ ही किया फिर एक और गिरोह पेश होगा इन से कहेगा कि तुम ने मेरे साथ बुरा व्यवहार किया मैं भूखा था तुमने मुझे खाना न दिया, प्यासा था पानी न दिया नंगा था कपड़ा न दिया मैं बीमार था मेरा हाल नही पूछा तब वह कहेंगे कि या अल्लाह तू तो ऐसी बातों से पाक है तू कब ऐसा था जो हम ने तेरे साथ ऐसा किया। इस पर फ़रमाएगा मेरा फलां बन्दा इस हालत में था तथा तुम ने उस के साथ कोई हमदर्दी का व्यवहार न किया उस के साथ ऐसा करना मेरे साथ ही करना था। मतलब इन्सानों पर मोहब्बत★

★तथा उनसे हमदर्दी करना बहुत बड़ी वन्दना है तथा अल्लाहताला की खुशी हासिल करने के लिये ये एक जबरदस्त स्रोत है। मगर मैं देखता हूं कि इस हिस्से में बड़ी कमज़ोरी प्रदर्शित की जाती है दूसरों को छोटा समझा जाता है उनका मज़ाक उड़ाया जाता है उनके हाल के बारे में पता करना तथा किसी विपत्ती में मदद करना तो बड़ी बात है जो लोग गरीबों के साथ अच्छे सलूक से पेश नहीं आते बल्कि उनको छोटा समझते हैं मुझे डर है कि वह खुद इस मुश्किल में न फस जावे। अल्लाहताला ने जिन पर फज़ल किया है इसकी शुकगुज़ारी यही है कि इसके बन्दों के साथ ऐहसान का सलूक करे तथा इस ईश्वर की देन पर घमंड न करे तथा जानवरों के प्रकार गरीबों को कुचल न डाले।

(मलफ़ूज़ात जिल्द चहारम) सफ़ा (438-439)

हज़रत पैग़म्बरे इस्लाम का साधारण जीवन

(भाग 4)

परमात्मा के सम्मुख आपकी नम्रता और तुच्छता की अवस्था यह थी कि जब आपसे लोगों ने कहा कि हे परमात्मा के रसूल! आप तो अपने पुण्य कर्मों के द्वारा परमगति को प्राप्त कर लेंगे तो आपने कहा कि नहीं,नहीं, मैं भी परमात्मा के अनुग्रह से ही मुक्ति को प्राप्त हो सकूंगा। अस्तु, हज़रत अबू-हुरैरह का कथन है कि एक एक दिन मैंने हज़रत रसूले करीम को कहते सुना कि कोई पुरुष अपने कर्मों के आधार पर ही मोक्ष प्राप्त नहीं कर सकेगा। मैंने प्रश्न किया कि हे परमात्मा के रसूल! क्या आप भी अपने कर्मों के आधार पर स्वर्ग में प्रवेश नहीं हो सकेंगे? आपने उत्तर दिया कि नहीं, मैं भी अपने कर्मों के आधार पर स्वर्ग प्रवेश नही कर सकूंगा, परमात्मा की दया और अनुग्रह से मेरा उद्धार हो जाए तो और बात हैं। (बुख़ारी)

आप सदैव यही प्रचार किया करते थे कि सत्कर्म करो, पुण्य तथा सत्य मार्ग का अनुसरण करो। ईश्वर प्राप्ति के लिए सदैव प्रयत्नशील रहो आप उपदेश किया करते थे कि तुम में से कोई पुरुष अपनी मृत्यु की कामना न किया करे। कारण यदि वह पुण्य-आत्मी है तो जीवित रह कर परोपकार के पुण्य कर्म कर के और भी आत्मिक उन्नति करेगा। यदि वह दुरात्मी है तो कदाचित पश्चाताप करने का उसे अवसर मिल जाये और सन्मार्ग का अनुगामी हो जाए।

प्रेम

आपको परमात्मा के प्रति इतना अगाध प्रेम और श्रद्धा थी कि जब अनावृष्टि के पश्चात् आकाश में बादल आते और वृष्टि होती तो आप जल कण लेने को अपनी जिह्वा बाहर निकालते और कहते, देखो मेरे परमात्मा का वरदान और अनुकम्पा। जब आप सभा में विराजवान् होते तो परमात्मा के नाम का स्मरण करते और उससे वरदान तथा क्षमा याचना करते रहते ताकि आपके अनुयायी और आपसे सम्बन्ध रखने वाले व्यक्ति परमात्मा के प्रकोप से सुरक्षित रहें और उसकी दया का पात्र बन जाये।

परमात्मा का स्मरण

आप सदैव इस बात को स्मरण रखते कि आप परमेश्वर के समक्ष उपस्थित है। परमात्मा आपको सदा देख रहा है। जब सोने लगते तो यह प्रार्थना करते-

हे प्रभु तेरे ही नाम का जाप करते हुए निद्रा की गोद में जाऊं और तेरा ही जाप करते हुए पुनः उठू। आप प्रातः काल उठते ही यह प्रार्थना करते-
सब प्रकार की स्तुति का अधिकारी परमात्मा है। जिसने निद्रा के पश्चात् जाग्रति प्रदान की और एक दिन फिर अपने परमेश्वर के सम्मुख जाने वाले है।

आपको भगवत् प्राप्ति की इतनी कामना थी कि आप सदैव यह प्रार्थना किया करते थे -

हे परमात्मा मेरे हृदय को भी दिव्य ज्योति से भर दे, मेरी आंखों को भी दिव्य ज्योति से भर दे, मेरे दाहिने भी दिव्य ज्योति हो और मेरे बाये भी दिव्य ज्योति हो, मेरे ऊपर भी दिव्य ज्योति हो और मेरे नीचे भी दिव्य ज्योति हो, मेरे पीछे भी दिव्य ज्योति हो और हे परमात्मा मेरे सम्पूर्ण शरीर को भी ज्योतिर्मय बना दो।

उत्तराधिकारी

हज़रत अब्दुल्ला-बिन-अब्बास का कथन है कि आप की मृत्यु के समय मुसैलमह कज्जाब मदीना में आया और घोषणा की कि यदि हज़रत मुहम्मद साहिब अपने पश्चात् मुझे अपना उत्तरा-धिकारी बना दे तो मैं उनका सच्चा अनुयायी बन जाऊंगा। उस समय मुसैलमह के साथ लोगो का एक बड़ा समूह था और जिस जाति से उसका सम्बन्ध था वह जाति समस्त अरब जातियों में अधिक संख्यक थी। जब हज़रत रसूले करीम को मदीना में आने की सूचना मिली तो आप उसकी ओर गये। साबित-बिन कैस आपके साथ थे। हज़रत रसूले करीम के हाथ में खजूर की एक शाख थी। आप मुसैलमह कज्ज़ाब के वितान में आए। इसी बीच दूसरे सहचारी भी आकर आप के आस पास खड़े हो गये। आपने मुसैलमह को सम्बोधन करके कहा, "मैंने सुना है कि तुम यह कहते हो कि यदि मैं तुमको अपना उत्तराधिकारी बना लू तो तुम मेरे अनुयायी बनने को तैयार हो। मैं तो परमात्मा की आज्ञा के बिना खजूर की सूखी शाखा भी तुम्हें देने को तैयार नहीं। तुम्हारा वही परिणाम होगा जो परमात्मा ने तुम्हारे लिए निश्चित किया हुआ है। यदि तुम पीठ फेर कर चले जाओगे तो परमात्मा तुम्हारे पांव काट देगा और मैं तो स्पष्ट देख रहा हूं कि परमात्मा ने जो कुछ मुझे तुम्हारे विषय में बतलाया था वही तुम्हारे साथ बीतने वाला है।" पुन आपने कहा, मैं अब जाता हूं तुम्हे कुछ कहना है तो मेरे प्रतिनिधि साबित-बिन-कैस से कह लो" ऐसा कहकर आप वहां से लौट आए। हज़रत अबू हुरैरह भी आपके साथ थे मार्ग में किसी ने आपसे पूछा, हे परमात्मा के रसूल आपने यह क्या कहा है कि परमात्मा ने जो कुछ मुझे तुम्हारे विषय में बतलाया है वही तुम्हारे साथ बीतने वाला है। हज़रत रसूले करीम ने कहा, मैंने स्वप्न में देखा था कि मेरे हाथ में दो कंकण है। मैंने उन कंकणों को देख कर घृणा की। उस समय स्वप्न में ही परमात्मा की ओर से आकाशवाणी हुई और मुझे सूचित किया गया कि मैं उन पर फूंक मारु। मैंने उन पर फूक मारी तो दोनों कंकण उड़ गए। मैंने उसके यह अर्थ समझे कि पाखंड़ी दीवेदार मेरे पश्चात् उत्पन्न होंगें (बुख़ारी)। हज़रत मुहम्मद साहिब के जीवन के अन्तिम दिनों में यह घटना हुई। अरब की सब से बड़ी और सबसे अधिक प्रभावशाली जाति इस्लाम ग्रहण करने के लिए तैयार हुई थी। उसकी शर्त केवल यह थी कि उसके सरदार को हज़रत रसूले करीम अपने पश्चात् अपना उत्तराधिकारी बना दे। यदि हज़रत रसूले करीम के मन में अपने बड़प्पन तथा स्वार्थ का कोई भी विचार होता तो ऐसी दशा में जब कि आप का कोई पुत्र न था, आपके लिए यह मानने में कोई रोक नहीं थी और आप अरब की सब से बड़ी एव प्रभाव-शाली जाति के सब से बड़े मुखिया को अपना उत्तराधिकारी बना लेने का वचन दे देते और इस प्रकार अरब के संगठन का मार्ग खोल देते, परन्तु हज़रत रसूले करीम किसी तुच्छ से तुच्छ वस्तु को भी अपनी नहीं समझते थे। वह इस्लामी उत्तराधिकारिता को अपनी निजी सम्पत्ति कैसे घोषित कर सकते थे ? आपके निकट इस्लामी उत्तराधिकारिता परमात्मा की धरोहर है और वह धरो-हर ज्यों की त्यों परमात्मा के ही सुपुर्द होनी चाहिए जिस को योग्य समझे दे दे। अत आपने मुसैलमह को मांग को अस्वीकृत कर दिया और कहा, "राज्यपद तो एक पृथक बात है परमात्मा की आज्ञा के बिना मैं खजूर की एक सूखी शाखा भी देने को तैयार नहीं हूं।"

भक्ति तथा इन्द्रियों का उचित प्रयोग

आप जब भी परमात्मा के नाम का उच्चारण करते तो आनन्द विभोर हो जाते और ऐसा प्रतीत होता मानों आपका बाह्यान्तर पूर्णत; ईश्वर प्रेम से ओत प्रोत हो गया है। ईश्वरो-पासना में सरलता आपको अभीष्ट थी। मस्जिद में जहां कोई पक्का फर्श न था, जिस पर कोई वस्त्रादि बिछा न होता था, आप नमाज़ पढ़ते और दूसरों को पढ़ाते अनेक बार ऐसा होता कि बारिश के कारण छत में से पानी टपक पड़ता और आप का शरीर कीचड़ एवं पानी से लतपत हो जाता परन्तु आप दत्तचित् होकर प्रार्थना में मग्न रहते और आपके अन्त करण में कोई और विचार उत्पन्न न होता और न ही वस्त्रादि बचाने के लिए आप उस समय की नमाज को स्थगित करते अथवा अन्यत्र उपासना कर लेते।

(बुख़ारी)

मजलिस खुद्दामुल अहमदिय्या भारत का वार्षिक सम्मेलन

मजलिस खुद्दामुल अहमदिय्या भारत का वार्षिक सम्मेलन दिनांक 20, 21, 22 अक्तूबर को जमाअत अहमदिय्या के केन्द्र क़ादियान में आयोजित किया जा रहा है। खुद्दाम व अतफ़ाल से निवेदन हैं कि वे इस आध्यात्मिक सम्मेलन में भारी संख्या में शामिल हो कर शोभा बढ़ाएं।

अतफ़ाल और खुद्दाम के लिए विभिन्न शैक्षणिक एवं खेल प्रतियोगिताएं इस सम्मेलन के मुख्य आकर्षण हैं।

सदर
इज्तिमा कमेटी
मजलिस खुद्दामुल अहमदिय्या भारत

बव्वल प्रिंटिंग प्रेस कादियां फोन 20121

प्रिन्टर व पब्लिशर मुनीर अहमद हाफ़िज़ाबाद

اس عصا کی برکت سے اللہ تعالیٰ کے غالب قانون نے جو انسانی نفسیات پر غالب ہے اس خوف کو دور کر دیا اچانک اور اس جادو کا اثر جاتا رہا۔ انہوں نے دیکھا تو رسیاں ہی رسیاں تھیں، سانپ تھا ہی کوئی نہیں۔ تو حق سے اگر تعلق پیدا ہو تو ایک حوصلہ اور جرات پیدا ہوتی ہے اور دشمن کی بھبکیوں کو آپ کھوکھلا اور بے معنی اور بے حقیقت دیکھتے ہیں اسی لئے حضرت موسیٰؑ کو اللہ تعالیٰ کو بار بار یہ کہنا پڑتا ہے "لا تخف" ڈرنا نہیں۔ باتیں ایسی تھیں جو ڈرانے والی تھیں۔ اپنے ہاتھ کا سوٹا بھی عصا بن کے ابھرتا ہے دوسرے دشمن جو رسیاں پھینکتا ہے وہ سانپ دکھائی دینے لگتے ہیں تو بے چارے ڈرتے کیوں نہ۔ ان کا ڈرنا ان کی سچائی سے تعلق رکھتا ہے۔ صاف دل، پاک انبیاء ہوتے ہیں وہ دشمن کے فریب کو بطور فریب نہیں سمجھتے شروع میں۔ جو دیکھا اپنی سچائی کی وجہ سے کہتے ہیں ایسا ہی ہوا ہوگا۔ جو سانپ، دیکھا وہ سانپ دکھائی دیا، یہ دل کی صداقت ہے اصل میں۔ اللہ جانتا تھا اس حقیقت کو۔ اس نے کہا کہ ڈرو نہیں۔ دیکھو تو سہی اپنا عصا تو پھینکو پھر دیکھنا کیا ہوتا ہے۔ جب عصا پھینکا گیا تو رسیاں رسیاں دکھائی دینے لگیں۔

تو اگر دشمن سے جب ٹکر ہوتی ہے تو اس کی بھبکیوں سے آپ مرعوب ہو جاتے ہیں اور وہ کہتا ہے میں یہ کر دوں گا میں وہ کر دوں گا اور آپ سمجھتے ہیں کہ ادھو یہ تو بڑی غلطی ہو گئی پیچھے ہٹنے لگتے ہیں، بزدلی دکھا جاتے ہیں تو پھر آپ کامیاب مبلغ نہیں بن سکتے، کامیاب مبلغ بننے کے لئے حکمت تو ہے لیکن بزدلی نہیں ہے۔ جہاں تک حکمت کا تعلق ہے ہر نبی کو حکمت عطا ہوتی ہے اس لئے حکمت سے عاری ہو کر کوئی تبلیغ نہیں ہو سکتی کیونکہ تبلیغ کے آغاز ہی میں اللہ تعالیٰ "ادع الی سبیل ربك بالحکمة" کی شرط لگاتا ہے حکمت سے کرو لیکن خوف کی کہیں کوئی شرط نہیں کہ ڈرتے ڈرتے کرنا۔ خوف کو دور فرماتا ہے کہتا ہے ہم تمہارے ساتھ ہیں "لا تحزن ان اللہ معنا" دیکھو خوف کس زور کے ساتھ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر پر ابھرا تھا آپ پیچھے غار میں تھے اوپر خوف آیا ہے اور اس طاقت کے ساتھ آیا ہے کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ کمزور کا ساتھ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو کسی پہلو بھی بچا نہیں سکتا تھا اور بچانا انہوں نے کیا تھا محمد رسول اللہ کہہ رہے ہیں "لا تحزن" تو غم نہ کھا، تو ڈر نہیں، فکر نہ کر کہ "ان اللہ معنا" اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ یہ ہے حق کا ساتھ۔ کوئی خوف بھی انسان پر غالب نہیں آ سکتا اگر حق حقیقت میں ساتھ ہو لیکن حکمت سے کام لیا ہے شور نہیں مچایا، یہ نہیں کہا کہ حق میرے ساتھ ہے آ جاؤ جو کرنا ہے کر لو میرا، جو لوگ یہ باتیں کرتے ہیں اور دشمن کو غصہ دلاتے ہیں ان کو اگر ضرر پہنچتا ہے تو حکمت کی کمی کی وجہ سے پہنچتا ہے۔ پس حق کیسے کام کرتا ہے حکمت اور تدبیر سے عاری ہو کر نہیں لیکن حکمت کے باوجود عیب دکھائی دینے لگتا ہے کہ اب کوئی چارہ ہی نہیں رہا دفاع کا اس وقت پھر وہ مرعوب نہیں ہوتا بلکہ جرات سے سر بلند ہو کر یہ اعلان کرتا ہے "ان اللہ معنا" اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ یہ اعلان حضرت موسیٰؑ نے بھی کیا ایک طرف دوڑ رہے ہیں، فرعون پیچھے لگا ہوا ہے اور بھاگتے چلے جا رہے ہیں اور کہتے ہیں ڈرو نہیں، گھبراؤ نہیں اللہ ہمارے ساتھ ہے بظاہر تو یہ بھاگتے ہوئے کی آواز میں کیا جان ہوئی اگر وہ کہے کہ اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ مگر اس وقت ان سے بچ جانا ہی غیر معمولی ایمان کو چاہتا تھا بچ جانے پر اعتماد غیر معمولی ایمان کو چاہتا تھا اور دیکھتے دیکھتے اللہ نے ثابت کر دیا کہ یہ کوئی کمزور بھگوڑے نہیں ہیں جو تعلّی کر رہے ہیں کہ خدا ہمارے ساتھ ہے موسیٰ نے خدا کا ساتھ دیکھا تھا تو کہا تھا اور اس کے ساتھ دشمن نے بھی دیکھ لیا، فرعون پر بھی ظاہر ہوا اور اس کی قوم پر بھی ظاہر ہوا تمام تاریخ نے اس واقعہ کو لکھ لیا کہ ایک کمزور خدا کا بندہ موسیٰ ایک طاقتور فرعون پر غالب آ گیا اور اس کے لشکر ڈوب گئے۔ پس یہ وہ حق کا ساتھ ہے جو حقیقی ہو تو کام کرتا ہے ورنہ سحر کام نہیں کیا کرتا۔

اگر حق کا ساتھ حقیقی نہ ہو، اگر آپ کو پورا یقین نہ ہو کہ آپ اللہ کے ساتھ ہیں اور اللہ آپ کے ساتھ ہے، اگر حق کی وہ علامتیں آپ کے اندر ظاہر نہ ہوں جن کا میں بعد میں ذکر کروں گا تو اس وقت تک آپ دنیا کے سامنے ایک نڈر اور بے باک داعی الی اللہ کے طور پر نہیں ابھر سکتے اور آپ کی آواز میں اگر تعلّی ہو گی تو اس سے کوئی فائدہ نہیں پہنچے گا۔ وہ سحر ہے جادو کے سوا اس کی کوئی حقیقت نہیں زور کی آواز اسی وقت کام آتی ہے جب اس کے پیچھے ایک خدا کی طاقت بول رہی ہو اور جب خدا کی طاقت بولتی ہے تو کمزوروں اور نحیفوں کی آواز بھی دنیا کی سب سے طاقتور آواز بن کر ابھرا کرتی ہے پس اس پہلو سے حق سے تعلق جوڑو تو دیکھو تو انشاء اللہ تمہاری تبلیغ میں کتنے عظیم الشان انقلابات برپا ہونگے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

ہر موصی کا مالی قربانی میں بھی صف اوّل میں ہونا ضروری ہے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے موصی صاحبان کو انکی ذمہ داریوں کا احساس دلاتے ہوئے فرمایا:

"وصیت کا نظام اللہ تعالیٰ کی طرف سے جاری کردہ ہے اسکی شرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مقرر کردہ ہے کوئی خلیفہ اس کو بدل نہیں سکتا ۱/۱۰ کی شرح ۱/۱۰ ہی رہے گی اس لئے جو شخص وصیت کر کے ۱/۱۰ کا وعدہ کرتا ہے اور دیتا اس سے بہت کم وہ موصی نہیں رہتا موصی وہ ہوتا ہے جو اخلاص میں دینداری، تقویٰ وطہارت اخلاق اور تمام دوسرے معاملات میں صف اوّل میں ہو۔ اسی طرح اس کا مالی قربانی میں بھی صف اوّل میں ہونا ضروری ہے اگر کوئی موصی اس معیار پر پورا نہیں اترتا اسے از راہ احسان موصیوں کی فہرست سے خارج کر دینا چاہیئے اس کے لئے یہی بہتر ہے ورنہ اس کی موت اس حال میں ہو گی کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ بدعہدی کا مرتکب ہو رہا ہوگا"

حضور انور ایدہ اللہ نے عہدیداران جماعت کو یہ ہدایت فرمائی کہ:

"ایک موصی اپنی جو آمدنی بتاتا ہے چھان بین کئے بغیر اسے درست مان لیں اور شرح کے مطابق اس آمدنی پر اس سے چندہ لیں لیکن اگر اس امر کا قطعی اور حتمی ثبوت موجود ہو کہ وہ اصل آمدنی سے کم آمدنی بتا رہا ہے اسے تسلیم نہ کریں کیونکہ اس کا یہ مطلب ہوگا کہ وہ عملاً جھوٹ کا مرتکب ہو رہا ہے جھوٹ بولنے والا موصی کیسے ہو سکتا ہے اپنے اس فعل سے وہ اپنے آپ کو موصیوں کے زمرے سے خارج کر لیتا ہے" (ہفت روزہ بدر قادیان ۴ نومبر ۱۹۸۲ء)

(سیکرٹری مجلس کارپرداز قادیان)

امتحان دینی نصاب

سال ۱۹۹۵ء کیلئے نظارت دعوۃ و تبلیغ نے جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان کے لئے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصنیف "اسلامی اصول کی فلاسفی" بطور نصاب مقرر کی ہے جس کا امتحان ۱۲ نومبر بروز اتوار ہوگا۔ مبلغین و معلمین اور عہدیداران جماعت سے گذارش ہے کہ زیادہ سے زیادہ احباب کو اس امتحان میں شامل کرنے کی سعی کریں اور امتحان میں شامل ہونے والوں کے اسماء مع ولدیت نظارت میں بھجوا دیں

(ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان)

بقیہ صفحہ ۱۶

تو اس نے کہا کہ "مرزا طاہر احمد پر خدا کی گرفت اور عذاب نازل ہو چکا ہے۔ اور اس وقت جس خوف اور ذلت کی زندگی گزار رہا ہے وہ موت سے بد تر ہے"

حضور نے فرمایا کہ یہ زندگی ہے کہ ملک ملک سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ محبت میں گرفتار پروانے چلے آرہے ہیں اور مجھے دیکھتے ہیں اور اپنی آنکھیں ٹھنڈی کرتے ہیں اور میری آنکھیں بھی ٹھنڈی کرتے ہیں حضور نے فرمایا کہ مولوی نے جو یہ کہا کہ دیکھو اس پر کیسی ذلتوں کی مار پڑ رہی ہے۔ آج آپ گواہ ہیں اور تمام دنیا کے بر اعظم گواہ ہیں کہ ذلتوں کی مار اس طرح پڑی ہے کہ آج خدا کے فضل سے ۸ لاکھ سے زائد خدا کے بندے میرے ہاتھ پر بیعت کرکے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہوئے ہیں۔

حضور نے فرمایا کہ منظور چنیوٹی کے متعلق ایک بات اسمبلی کے ممبر نے یہ بھی کہی تھی کہ مصیبت یہ ہے کہ اس مولوی کو حیا کوئی نہیں اگر حیا ہوتی تو اب تک خود اپنے گلے میں پھانسی کا پھندا لگا کر مر چکا ہوتا اس لئے کہ بہت سی پھانسیاں اس کے مقدر میں تھیں۔ آئے دن کی ذلتیں دیکھنا اس کی تقدیر بن چکا تھا اور بن چکا ہے۔

حضور نے آخر پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ اقتباس پڑھ کر سنایا جس میں آپ فرماتے ہیں:

"یہ لوگ یاد رکھیں کہ ان کی عداوت سے اسلام کو کچھ بھی ضرر نہیں پہنچ سکتا۔ کیڑوں کی طرح خود ہی مر جائیں گے مگر اسلام کا نور دن بدن ترقی کرے گا۔ خدا تعالیٰ نے چاہا ہے کہ اسلام کا نور دنیا میں پھیلا دے .... اور ایک الہام چند دفعہ تکرار اور کسی قدر اختلاف الفاظ کے ساتھ فرمایا کہ میں تجھے عزت دوں گا اور بڑھاؤں گا اور تیرے آثار میں برکت رکھ دوں گا یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔ اب اے مولویو! اے بخل کی سرشت والو! اگر طاقت ہے تو خدا تعالیٰ کی ان پیشگوئیوں کو ٹال کر دکھاؤ۔ ہر یک قسم کے فریب کام میں لاؤ اور کوئی فریب اٹھا نہ رکھو۔ پھر دیکھو کہ آخر خدا تعالیٰ کا ہاتھ غالب رہتا ہے یا تمہارا"

حضور نے فرمایا آج جو آپ نشان دیکھ رہے ہیں جو بکثرت آسمان سے نازل ہو رہے ہیں یہ کیوں اتر رہے ہیں۔ کس کی پیشگوئیاں پوری ہو رہی ہیں۔ سنئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"خدا تعالیٰ اپنی تائیدات اور اپنے نشانوں کو ابھی ختم نہیں کر چکا اور اسی کی ذات کی مجھے قسم ہے کہ وہ بس نہیں کرے گا جب تک میری سچائی دنیا پر ظاہر نہ کر دے۔ پس اے تمام لوگو! جو میری آواز سنتے ہو خدا کا خوف کرو اور حد سے مت بڑھو۔ اگر یہ منصوبہ انسان کا ہوتا تو خدا مجھے ہلاک کر دیتا اور اس تمام کاروبار کا نام و نشان نہ رہتا مگر تم نے دیکھا ہے کہ کیسی خدا تعالیٰ کی نصرت میرے شامل حال ہو رہی ہے اور اس قدر نشان نازل ہوئے جو شمار سے خارج ہیں دیکھو کس قدر دشمن ہیں جو میرے ساتھ مباہلہ کرکے ہلاک ہو گئے۔ اے بندگان خدا! کچھ تو سوچو کیا خدا تعالیٰ جھوٹوں کے ساتھ ایسا معاملہ کرتا ہے"۔

(تتمہ حقیقۃ الوحی)

حضور نے فرمایا آج ایک سو سال گزر چکے ہیں، حضرت مسیح موعودؑ کے ایک عاجز غلام کی صورت میں خدا نے دوبارہ وہ نشان جاری فرمائے ہیں۔ کتنے ہی دشمن ہیں جو اس عاجز سے مباہلہ کے نتیجہ میں ہلاک اور رسوا اور ذلیل ہو چکے اور کتنے آسمانوں سے فضلوں کو آپ نے نازل ہوتے ہوئے پہلے بھی دیکھا تھا، آج بھی دیکھا ہے اور دیکھتے چلے جائیں گے۔ ایسے نظارے خدا نے اپنے فضلوں کے دکھائے ہیں کہ جب سے دنیا بنی ہے آسمان کی آنکھ نے کبھی ایسے نظارے نہیں دیکھے تھے کہ بیک وقت شمال اور جنوب اور مشرق اور مغرب سے سینکڑوں قومیں ایک ہی وقت میں بیعت کرکے ایک ہاتھ پر بیعت کرکے ایک الٰہی سلسلہ میں داخل ہوں اور نعرہ تکبیر سے تمام دنیا گونج اٹھے۔

حضور نے فرمایا، اے مسیح موعود کے غلامو! حضرت مسیح موعودؑ کے الفاظ میں اب میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ جہاں جہاں دنیا کے کونے کونے میں میری آواز پہنچ رہی ہے۔ کیا تم گواہی دیتے ہو کہ نہیں کہ خدا کی قسم مسیح موعود سچے تھے۔ خدا کی قسم مسیح موعود سچے تھے، خدا کی قسم مسیح موعود سچے تھے۔

اس پر حاضرین نے بے اختیار نعرہ ہائے تکبیر اور حضرت مرزا غلام احمد قادیانی کی جے کے نعرے بلند کئے اور افریقن دوستوں نے مل کر "لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ" کا ورد شروع کیا۔ سیدنا حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ اور تمام حاضرین بھی ان کے ساتھ مل کر یہ پاکیزہ کلمات گانے لگے۔ یہ نہایت ہی روح پرور منظر تھا۔ حضور نے فرمایا کہ آیئے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے اقرار کے ساتھ ہم اس اجلاس کی کاروائی کو دعا پر ختم کرتے ہیں اس کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اجتماعی دعا کروائی اور یوں جلسہ سالانہ برطانیہ کی یہ تقریب اپنے اختتام کو پہنچی۔

فہرست نماز جنازہ غائب

سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۲۵ اگست ۹۵ء کو درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ غائب پڑھائی۔

۱۔ مکرم مبشر احمد صاحب باجوہ جرمنی
۲۔ مکرم ابراہیم صاحب آف سکاٹ لینڈ (بوسنیا میں شہید ہوئے)
۳۔ مکرمہ عائشہ صاحبہ اہلیہ کرنل سلطان محمد صاحب آف اٹک (بنت چوہدری فتح محمد سیال)
۴۔ مکرم ڈاکٹر میر نعیم اللہ صاحب بریڈ فورڈ
۵۔ مکرم بشیر الدین خالد مومن صاحب آف بنگلہ دیش حال دبئی
۶۔ مکرم میاں جہانگیر وٹو صاحب وساویوالہ ضلع اوکاڑہ (والد میاں منظور احمد صاحب وٹو وزیر اعلیٰ پنجاب)
۷۔ مکرم ڈاکٹر عبد السمیع صاحب (والد مکرم عبد البصیر سمیع صاحب آف آلٹن یوکے) لاہور
۸۔ مکرمہ ناصرہ بیگم صاحبہ اہلیہ چوہدری عنایت اللہ صاحب بہلولپوری
۹۔ مکرم چوہدری محمد عبد اللہ صاحب درویش قادیان
۱۰۔ مکرمہ شاکرہ بیگم صاحبہ اہلیہ شیخ لطیف الرحمٰن صاحب (والدہ شیخ سلیم الرحمٰن صاحب ٹورنٹو کینیڈا)
۱۱۔ مکرم ملک نصر اللہ خان صاحب ابن مکرم ملک سلیم اللہ خان صاحب جرمنی
۱۲۔ مکرم فیصل مسعود صاحب (طالب علم یوکرین UKRAIN)
۱۳۔ مکرمہ حسن آفتاب بیگم صاحبہ بنت محمد عباس خان صاحب مرحوم آف پشاور
۱۴۔ مکرمہ فہمیدہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم عطاء اللہ صاحب کھوکھر یو ایس اے
۱۵۔ مکرمہ سکینہ بیگم صاحبہ اہلیہ لیفٹیننٹ کرنل بشیر احمد صاحب مرحوم آف مراڑہ ضلع سیالکوٹ

ضروری اطلاع

اعتراضات کے جوابات پر مشتمل بدر کا خاص نمبر جس کے متعلق قبل ازیں اعلانات کئے جاتے رہے ہیں اب انشاء اللہ ماہ دسمبر میں جلسہ سالانہ نمبر کے طور پر شائع ہوگا۔

بعض وجوہات کی بناء پر ہم یہ نمبر پہلے شائع نہیں کرسکے اس کے لئے ادارہ معذرت خواہ ہے۔

(ادارہ)

مناظرہ کوئمبتور کے بعد ۔۔۔۔!!

از مکرم محمد عمر صاحب مبلغ انچارج کیرلہ

خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے ماہ نومبر ۱۹۹۴ء کے تیسرے ہفتہ میں جماعت احمدیہ اور جماعت اہل القرآن والحدیث کے مابین کوئمبتور میں مسلسل تین دن تک روزانہ آٹھ آٹھ گھنٹے منعقدہ تاریخی مناظرہ کے بعد جماعت احمدیہ کی عظیم الشان کامیابی اور اس کی فتح اور مدمقابل کی شکست نمایاں رنگ میں ظاہر ہو رہی ہے۔

مناظرہ سے قبل تامل ناڈو کے مختلف مقامات کی مساجد میں مدمقابل مولوی زین العابدین صاحب نہایت بے باکی اور تعلّی کے ساتھ یہ دعویٰ کیا کرتے تھے کہ اس مناظرہ کے بعد تامل ناڈو سے احمدیت کا جنازہ نکل جائے گا اور اس مناظرہ کے لئے تو دن کی ضرورت نہیں پڑے گی وہ تین دنوں میں ہی قادیانی مولویوں کو میدان چھوڑ کر بھاگنے پر مجبور ہونا پڑے گا یہ تعلّی اس وجہ سے تھی کہ ان کے سربراہ کو اپنی علمیت چرب زبانی اور تامل زبان دانی پہ فخر تھا۔ حقیقت بھی یہی تھی کہ سارے تامل ناڈو میں یہ اپنے حلقہ میں اپنی چرب زبانی کا لوہا منوا چکے تھے لیکن یہ خدائی قدرت تھی کہ مناظرہ کے دوران انکی تمام چرب زبانیاں اور عبور زبان کافور ہوتے ہوئے نظر آیا۔

احمدی مناظرین کے ساتھ ہمارے پیارے آقا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی دعائیں اور بھرپور رہنمائی شامل حال تھیں۔ نیز خاکسار کی معاونت کے لئے محترم مولانا دوست محمد صاحب شاہد اور محترم مولانا حافظ مظفر احمد صاحب بطور خاص یہاں تشریف فرما ہوئے تھے اس وجہ سے جماعت احمدیہ کی طرف سے پیش کئے گئے دلائل و براہین کے سامنے ان کی تمام چالاکیاں ماند پڑ گئیں۔ مناظرہ کے دوران تینوں موضوع بحث وفات مسیح ناصری علیہ السلام حقیقت ختم نبوت اور صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ضمن میں جماعت احمدیہ کی طرف سے پیش کردہ دلائل میں سے کسی ایک کو بھی توڑنے کی سکت ان کو حاصل نہیں ہوئی۔

مناظرہ کی پوری کارروائی کئی ویڈیو فلموں میں ریکارڈ کی گئی تھی اس وقت تامل ناڈو کے مختلف مقامات میں یہ ویڈیو فلمز دکھائی جاتی ہیں اس طرح ہر مجلس میں اب احمدیت موضوع بحث بنی ہوئی ہے اس کے نتیجہ میں ابھی تک تامل ناڈو میں ۱۲۰ سے زاید بیعتیں ہو چکی ہیں اور بیعتوں کا یہ سلسلہ اب تک جاری ہے۔

یہ بات خاص طور پر قابل ذکر ہے کہ کوئمبتور میں اس جماعت اہل قرآن و حدیث جس کو تامل ناڈو میں مختلف رنگ میں ۱۹۹۱ء کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے کی شاخ کھولنے میں مدد دینے والے اور اس کے سربراہ مولوی زین العابدین کو سب سے پہلے کوئمبتور میں بلوا کر خطاب تقریر کروانے والے اس کے صوبائی کنٹرول سیکرٹری جناب الامین صاحب اور ان کے ساتھی اور اس تنظیم کے ایک سرگرم رکن نے اس مناظرہ کے بعد بیعت کی۔

اس ۱۹۹۱ء کے مرکزی مقام ۱۱ .... میں بھی کئی افراد نے بیعت کرلی اور اس وقت وہاں ایک جماعت کا قیام عمل میں آیا ہے جس کے اکثر ممبران اس تنظیم سے وابستہ تھے اس تنظیم کے ایک اور سرگرم اور اہم رکن جناب امان اللہ صاحب نے مدراس میں بیعت کر کی اور بھی کئی افراد کو وہاں بیعت کی توفیق ملی۔

سیالایالم میں بھی بفضلہ تعالیٰ اس مناظرہ کی ویڈیو کیسٹ دیکھ کر ۱۵ سے زائد افراد کو قبول احمدیت کی توفیق ملی۔ یہاں کے سوا لاکھ سنی مسلمانوں کے لیڈر اور جماعت احمدیہ کے شدید معاند مولوی خواجہ محی الدین صاحب نے یہ ویڈیو کیسٹ پوری کی پوری دیکھنے

اور سننے کے بعد اپنے حلقہ احباب میں برملا کہا کہ قادیانیوں کے دلائل کے سامنے مولوی زین العابدین کی ایک نہ چلی ہے۔

اس طرح ایک طرف خدا تعالیٰ احمدیت کی تائید میں ہوائیں چلا رہا ہے تو دوسری طرف مخالف حلقوں میں بد دلی اور ناامیدی پھیلتی جا رہی ہے مناظرہ کے بعد چھ ماہ کے اندر اندر ۱۹۹۱ء کی کوئمبتور کی تنظیم سے چندوں میں خرد برد کی وجہ سے بہت سارے ممبران نے علیحدگی اختیار کی اور انہوں نے الگ اپنا ایک مدرسہ قائم کیا۔ مولوی زین العابدین کا ہمیشہ یہ شیوہ رہا ہے کہ ہر پبلک جلسہ میں سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی شان اقدس میں گستاخیاں کی جائیں لیکن مناظرہ کے دوران اس کی شرائط کی وجہ سے اس کی زبان پر تالا لگایا گیا تھا خدا تعالیٰ نے انی مہین من اراد اہانتک کے وعدہ کے مطابق مناظرہ کے معاً بعد سارے صوبہ میں مولوی صاحب موصوف کے خلاف ان کے مخالفوں کی طرف سے ایک اشتہار پھیلایا گیا جس میں ان کی کالی کرتوتوں اور بعض شرمناک نجی حالات کو طشت از بام کیا گیا تھا۔ اس کے ساتھ ہی اس کی چرب زبانی پر تالا پڑ گیا۔

اس طرح خدا تعالیٰ نے اس مناظرہ کے بعد نہایت واضح رنگ میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت تامل ناڈو میں ثابت فرمائی ہر کوئی جو اس مناظرہ کی ویڈیو کیسٹ دیکھتا ہے اسے احمدیت کی حقانیت کا اعتراف کئے بغیر کوئی چارہ نہیں ذالک الفضل من اللہ خدا تعالیٰ ہمارے پیارے آقا سیدنا حضور اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ کو لمبی عمر عطا فرمائے۔ اور ہم حقیر غلاموں کو حضور اقدس کی رہنمائی ہمیشہ حاصل رہے اور اس سے فیضیاب رہنے کی توفیق عطا فرماتا رہے آمین۔

انعامی تحریری مقالہ

احباب جماعت کی آگاہی کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ نظارت تعلیم صدر انجمن احمدیہ قادیان کی طرف سے سال ۹۶-۱۹۹۵ء کے لئے ذیل کے مضامین میں سے کسی ایک پہ انعامی مقالہ لکھے جانے کی تحریک کی جاتی ہے۔ اوّل۔ دوم۔ اور سوم آنے والے کے لئے علی الترتیب -/۱۰۰۰۔ -/۷۰۰۔ -/۵۰۰ روپے کے انعامات مقرر کئے گئے ہیں۔

فضائل قرآن و تعالیم شریعت

فریضہ تبلیغ اور ہماری ذمہ داریاں

تحریک وقف نو اور ہماری ذمہ داریاں

قواعد مقالہ جات:- ۱ مضمون کم از کم دس ہزار الفاظ پر مشتمل ہونا چاہئے مقالہ اردو یا انگریزی زبان میں ہو۔ ۱۱ مضمون میں حوالہ جات مستند اور سن کے ساتھ ہونے چاہئیں ۱۱۱ مقالہ نویس کو صرف ایک مقالہ تحریر کرنا ہوگا ایک سے زائد مقالہ بھجوانے پر یہ مقالہ مقابلہ میں شامل نہیں ہوگا۔ ۱۷ مقالہ نظارت میں بھجوانے کے بعد اس کی واپسی کا مطالبہ قابل قبول نہ ہوگا۔ ۷ مقالہ کے جملہ حقوق نظارت کے حق میں محفوظ ہونگے کسی مقالہ نگار کو اس کی از خود اشاعت کی اجازت نہ ہوگی ۷۱ مضمون / مقالہ صفحہ کے نصف حصہ میں خوشخط تحریر کیا جائے ۷۱۱ مقالہ جات کے بارہ میں نظارت کا فیصلہ آخری ہوگا ۷۱۱۱ مقالہ جات نظارت میں مورخہ ۱۸ فروری ۱۹۹۶ء تک پہنچ جانے چاہئیں اسکے بعد موصول ہونے والے مقالے انعامی مقابلہ میں شامل نہ ہونگے

زیادہ سے زیادہ احباب، طلباء اور طالبات سے اس انعامی مقالہ کے مقابلہ میں حصہ لینے کی درخواست ہے اس علمی مقابلہ میں حصہ لینے میں کسی عمر یا تعلیم کی قید نہیں ہے۔

مقالہ بذریعہ رجسٹری ڈاک بنام نظارت تعلیم صدر انجمن احمدیہ قادیان کے پتہ پہ ارسال کیا جائے۔

ناظر تعلیم صدر انجمن احمدیہ قادیان

نئی جماعت وینکٹاپلی (آندھرا) کا تبلیغی تربیتی دورہ

سیدنا وامامنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی مبارک تحریک دعوت الی اللہ اور حضور پُرنور کی شب و روز کی دُعاؤں کے طفیل جماعت احمدیہ جنتہ کنٹہ کو قریب ترین گاؤں وینکٹاپلی میں چونسٹھ افراد پر مشتمل ایک نئی جماعت قائم کرنے کی توفیق ملی ان نومبایعین میں خواتین بھی شامل ہیں ان نو احمدی بہنوں اور ناصرات سے ملاقات، دو لجوئی و دلی مبارکباد پیش کرنے اور تبلیغی و تربیتی مقاصد کو لے کر محترمہ بُشریٰ نسرین صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ، محترمہ نور جہاں بیگم صاحبہ نائب صدر اور خاکسار اور دو اور ممبرات لجنہ جنتہ کنٹہ مورخہ ۱۱ر اگست ۹۵ وینکٹاپلی گئے۔ نماز جمعہ بھی ادا کی گئی۔ بعد نماز جمعہ تربیتی جلسہ منعقد کیا گیا اس جلسہ کی صدارت محترمہ بُشریٰ نسرین صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ نے کی تلاوت قرآن کریم خود صدر صاحبہ نے کی محترمہ نور جہاں بیگم صاحبہ صدر لجنہ نے نظم پڑھی۔ خاکسارہ نے "احمدی اور غیر احمدی میں کیا فرق ہے" کے عنوان سے تقریر کی۔ محترمہ صدر صاحبہ نے اپنی تقریر میں نومبائع بہنوں کو مبارکباد دیتے ہوئے بعض تربیتی اُمور کی طرف توجہ دلائی۔ آپ نے انہیں ثابت قدم رہنے اور ایمان کی حلاوت حاصل کرنے کی طرف توجہ دلائی۔ بعد دُعا جلسہ ختم ہوا۔

خاکسار۔ نیلوفر تبسم سیکرٹری تبلیغ لجنہ اماء اللہ جنتہ کنٹہ
ضلع محبوب نگر (اے۔ پی)

ملک میں سیلاب کی تباہ کاریاں

ماہ اگست کے آخر اور ستمبر کے پہلے عشرہ میں شمالی ملک کے بیشتر حصوں میں اس دور کا بدترین سیلاب آیا۔ ایک اندازے کے مطابق سیلاب سے ہوئی بھاری تباہی کی تفصیل اس طرح ہے۔

☆۔ ۱۶ صوبوں کے ۱۷۵ اضلاع کے ۱۹۲۲۴ دیہات میں ۴۳ لاکھ ۸۷ ہزار ہیکٹر ایریا متاثر ہُوا

☆۔ متاثر ہونے والا فصل کا رقبہ ۱۵،۰۳ لاکھ ہیکٹر۔ ہریانہ میں خریف کی فصل پر بہت بُرا اثر پڑا۔ ہماچل پردیش میں سیب کی ٹرانسپورٹ میں بھاری رُکاوٹ پیدا ہوئی۔

☆۔ متاثر ہونے والی آبادی ۱۴۸.۹۴ لاکھ۔ اب تک ۷۸۷ اشخاص کے مرنے کی اطلاع ہے زیادہ تر اموات مکانات گرنے، پہاڑی تودے گرنے یا ڈوبنے سے ہوئی ہیں۔ مرنے والوں کی تعداد اور بھی زیادہ ہو سکتی ہے کیونکہ ابھی تک کئی علاقے کٹے ہوئے ہیں اور وہاں سے اطلاعات نہیں آئیں۔

☆۔ جائیداد کا نقصان ۳.۹۱۴۰ مکانات کو نقصان پہنچا اور ۵۰۲۴۸ مویشی مارے گئے ہیں۔

(انڈیا ٹوڈے ۱۵ر ستمبر ۱۹۹۵ء)

تصحیح

(۱)۔ بدر مجریہ ۶ر جولائی میں اعلانات نکاح کے تحت مکرم عبد السمیع خاں صاحب آف دارانسی (یوپی) کے داماد کا نام غلطی سے جیب احمد چھپ گیا ہے جبکہ صحیح نام "حسیب احمد" ہے۔

(۲)۔ بدر مجریہ ۲۹ر جون صفحہ ۲ سطر ۲۰-۲۱ کو اس طرح پڑھا جائے

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ

(۳) بدر ۱۰/۳ اگست میں صفحہ ۱۲ پر شب قدر پاکستان میں شہید کئے جانے والے احمدی کا نام "دولت خاں" چھپ گیا ہے جبکہ آپ کا نام "ریاض احمد" ہے۔ اللہ شہید ریاض احمد کے درجات بلند فرمائے

(۴)۔ بدر ۶ر جولائی صفحہ ۱۱ پر رپورٹ مدراس کانفرنس میں عربی قصیدہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو یوں پڑھا جائے

"انی من الرحمٰن عبدٌ مکرّمٌ"

غلطی سے "انی انا الرحمٰن" لکھا گیا ہے

(۵)۔ بدر شمارہ ۲۴ر اگست کے صفحہ ۶ کالم ۱ کی چوتھی لائن میں غلطی سے "سلام خدا" کی بجائے "اسلام خدا" لکھا گیا ہے۔

ادارہ ان غلطیوں کے لئے اپنے محترم قارئین سے دلی معذرت خواہ ہے۔ جن بھائیوں نے ان اغلاط کی طرف توجہ دلائی ہے ان کا شکریہ!

اعلانات نکاح

(۱)۔ مکرمہ مبارکہ بیگم صاحبہ بنت مکرم صدیق احمد صاحب امینی قادیان کا نکاح مکرم محمود احمد صاحب ملکانہ ابن مکرم عبد اللطیف صاحب ملکانہ مرحوم کے ساتھ پچیس ہزار روپے حق مہر پر ۴/۹۵ کو مسجد مبارک میں محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے پڑھایا۔ (امانت بدر /۵۰) (ادارہ)

(۲)۔ میرے لڑکے منیر احمد کی شادی صدیقہ خاتون بنت اسحٰق احمد صاحب سے بتاریخ ۱۶ر اگست کو ہوئی۔ (امانت بدر /۲۵ روپے)

غلام محمد احمدی چندہ پوری حال مقیم کاماریڈی (آندھرا)

(۳)۔ خاکسار کے بیٹے عزیزم محمد منیر کا نکاح مسماۃ نور تاج سے مبلغ بیس ہزار روپے حق مہر پر محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر مقامی نے ۶/۹۵ کو چارکوٹ میں پڑھا (امانت /۱۰ روپے) محمد حسین بھٹی چارکوٹ

اللہ تعالیٰ مذکورہ تمام رشتوں کو بابرکت اور مثمر بثمرات حسنہ فرمائے آمین۔

ولادت

(۱)۔ میری چھوٹی لڑکی عزیزہ نصرت جہاں کو اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے دوسرا لڑکا ۵ر ربیع الآخر مطابق ۴ر تبوک ۱۳۷۴ ہش کو عطا فرمایا ہے۔ نام "شہراز احمد" رکھا گیا ہے تمام عالمگیر جماعت کی خدمت میں درخواست دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ نومولود کو اسلام و احمدیت کا خادم قرآن کریم کا خادم اور قوم کا خادم بنائے اور ہم لوگوں کی آنکھوں کی ٹھنڈک بنے۔ (امانت بدر /۱۲۵ روپے) ڈاکٹر محمد عارف بدر نمبر ۳۸۴۵ (یوپی)

(۲)۔ خاکسار کے چھوٹے بھائی عزیزم مولوی محمد کلیم خاں صاحب سلمہ مبلغ سلسلہ بنگلور کو اللہ تعالیٰ نے ۱۹ر ستمبر کو پہلے بیٹے سے نوازا ہے حضور انور نے ازراہ شفقت بچہ کا نام "افضال احمد خاں" تجویز فرمایا ہے نومولود محترم محمد سیف خاں صاحب صدر جماعت احمدیہ سمور (یوپی) کا پوتا ہے اور محترم بشیر احمد صاحب بانگڑی درویش قادیان کا نواسہ ہے۔

احباب کرام زچہ و بچہ کی صحت و سلامتی و بچہ کے نیک و خادم دین بننے و درازی عمر کے لئے دُعا کی درخواست ہے۔ (محمد نسیم خاں نائب مدیر بدر)

(۳)۔ خاکسار کی بیٹی عزیزہ منصورہ ندیم کو اللہ تعالیٰ نے ۲ر ستمبر کو بیٹی سے نوازا ہے نومولودہ کا نام "صوفیہ طلعت" رکھا گیا ہے احباب کرام سے نومولودہ کی صحت و سلامتی، درازی عمر اور خادمہ دین بننے کے لئے دُعا کی درخواست ہے۔ اسی طرح خاکسار اپنی صحت اور کاروبار میں برکت کے لئے بھی دُعا کی درخواست کرتا ہے۔

(محمد حفیظ اللہ آف بنگلور)

درخواست دُعا:۔ مکرم میر اشرف صاحب آف جڈچرلہ ایک عرصہ سے دل کے عارضہ میں مبتلا ہیں کامل شفایابی کیلئے نیز دینی و دنیوی ترقیات کے لئے احباب جماعت سے دُعا کی درخواست ہے

(مینیجر بدر قادیان)

بقیہ اختتامی خطاب صفحہ ۲

حاضر ہو جاتے اور امتیاز شاہ کے ساتھ مل کر بھرپور مخالفت کرتے اور ہر طرح سے تنگ کرتے۔ یہ شیخ صاحب امتیاز شاہ کی مالی مدد بھی کرتے۔ ان کا ارادہ تھا کہ اس محلّہ میں احمدیوں کا ناطقہ بند کر دیا جائے۔

خدا کی تقدیر نے اس کو اس طرح پکڑا کہ اس کا لاکھوں کا کاروبار تباہ ہو گیا مکان بک گیا اور یہ حالت ہو گئی کہ اس کی بیوی احمدی گھرانوں سے ضروریات زندگی مانگ مانگ کر گزارا کرتی رہی۔ اپنی اس حالت سے اس نے عبرت پکڑی۔ اب اس کا رویہ جماعت کے بارہ میں بالکل بدل گیا ہے۔

سیالکوٹ

محمد عبد اللہ صاحب باجوہ ظفروال ضلع سیالکوٹ لکھتے ہیں کہ:

○۔ بیت الحمد ظفروال کی جو نئی تعمیر ہوئی تھی اس کو گرانے کے لئے جماعت کے ایک مخالف نے تھانہ میں درخواست دی۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی تقدیر نے اسے بری طرح ناکام کیا۔ اس نے سخت ذلت اٹھائی۔ فیصلہ ہمارے حق میں ہوا۔ اس مخالف کی ایک ہفتہ کے اندر نہایت قیمتی دو بھینسیں مر گئیں۔

شیخوپورہ

مکرم بشیر احمد خالد معلم وقف جدید چک نمبر ۳۳، دھاروالی (ضلع شیخوپورہ) لکھتے ہیں:۔

○۔ یہاں کے تھانیدار نے احمدیہ مسجد مقفّل کر کے اپنے ساتھیوں کو ساتھ لے کر ایک بیٹھک کی چھت پر بیٹھا وہ چھت دھڑام سے زمین پر آ رہی اور وہ سارے کے سارے زخمی ہو گئے لیکن اس نے یہ شرافت دکھائی کہ فوراً سمجھ گیا کہ اللہ کی طرف سے یہ عبرت کا نشان ہے اور اس نے مسجد کی چابیاں اسی وقت واپس دلوائیں۔

اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَّ سَحِّقْھُمْ تَسْحِیْقًا۔

حضور نے فرمایا کہ گزشتہ سال میں نے یہ دعا خاص طور پر مانگنے کی تحریک کی تھی۔ اس کے بعد جولائی ۱۹۹۵ء تک ۲۱۵ مولوی مرے ہیں جبکہ اس دعا سے قبل کے ایک سال میں مرنے والے مولویوں کی تعداد صرف ۷۴ تھی۔ امسال مرنے والوں میں قتل ہونے والوں کی تعداد ۴۰ ہے۔ جبکہ اس سے پہلے کے سال میں ۶ قتل ہوئے تھے علاوہ ازیں بعض فالج سے مرے ہیں بعض دل کے حملے سے بعض ٹریفک کے حادثات میں۔

حضور نے فرمایا کہ یہ کیوں نہ ہو کہ ہم دعا کریں کہ اللہ اس قوم کو مولویوں سے پاک ہی کر دے۔ یاد رکھیں اب مولویوں کے ڈنگ نکالے جانے کے دن نزدیک آ گئے ہیں اور نکالے جا رہے ہیں۔

حضور نے فرمایا کہ آپ کو شاید یاد نہ ہو میں نے خطبہ جمعہ ۱۸ مئی ۱۹۹۰ء میں کہا تھا ان مولویوں کو میں کہتا ہوں کہ جو زور و قلم سے لگا سکتے ہو لگاتے چلے جاؤ۔ دعائیں کرو، اگر یہ وزاری کرو اور اس کی توفیق نہیں تو گالیاں بکتے چلے جاؤ ہر قسم کی سازشیں کرو مگر میرے خدا نے یہ فیصلہ کر لیا ہے اور جماعت احمدیہ کے خدا نے یہ فیصلہ کر لیا ہے کہ اس کی تقدیر تمہارے ڈنگ نکال دے گی۔ اور جماعت کو بالآخر تمہارے آزاروں سے نجات بخشی جائے گی۔

پاکستان کے موجودہ دردناک حالات

حضور نے فرمایا کہ پاکستان کے دردناک حالات ابھر کر سامنے آ رہے ہیں۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ۱۹۸۴ء میں ساری قوم کو جو تنبیہ کی تھی اس کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے فرمایا میں نے کہا تھا کہ:

"پاکستان پر بہت ہی خوفناک اور دردناک دن آنے والے ہیں اس لئے میں پاکستان کے عوام سے اپیل کرتا ہوں خواہ وہ بریلوی ہوں یا دیوبندی، خواہ شیعہ ہوں یا کسی اور فرقہ سے تعلق رکھتے ہوں ..... کہ اٹھو اور بیدار ہو جاؤ اور ہر اس تحریک کی مخالفت کرو جو کلمہ مٹانے کی تحریک آپ کے پاک وطن سے اٹھتی ہے ...... اگر تم وقت پر حرکت میں نہیں آؤ گے تو خدا کی قسم خدا کی تقدیر تمہارے خلاف حرکت میں آ جائے گی اور اس ملک کو مٹا کر رکھ دے گی جو آج کلمہ کے نام کو مٹانے کے درپے ہو رہا ہے۔ جس ملک کو کلمہ نے بنایا تھا کلمہ میں اتنی طاقت ہے کہ اگر اس کلمہ کو مٹانے کے لئے وہ سارا ملک بھی اکٹھا ہو جائے تو وہ کلمہ پھر بھی غالب آئے گا۔ اور وہ ملک اس کلمہ کے ہاتھوں سے توڑا جائے گا جس کو کسی زمانہ میں اسی کلمہ نے بنایا تھا۔"

(خطبہ جمعہ ۷ دسمبر ۱۹۸۴ء)

لیکن افسوس ان تنبیہات پر کان نہیں دھرے گئے۔ دن بدن لوگ ظلم میں بڑھتے رہے اور اب "لات حین مناص" کا منظر ہے۔

حضور نے فرمایا کہ اسی طرح میں نے ایک خطبہ میں کہا تھا کہ:

"وہ لوگ جو وطن بنانے والے تھے جو صف اوّل کے شہری تھے ان کو اپنے ہی وطن میں بے وطن کر دیا گیا ہے۔ اگر یہ حالت تبدیل نہ ہوئی تو ناممکن ہے کہ یہ سزا اس قوم کو نہ ملے جو مظلوموں اور معصوموں کو یہ سزا دے رہی ہے۔" (خطبہ جمعہ ۲۷ مئی ۱۹۸۴ء)

پاکستان کے موجودہ حالات کے بارہ میں سرکردہ لیڈروں کے بیانات

○۔ ملک بھر میں غنڈہ گردی کا دور دورہ ہے صدر لغاری۔

(روزنامہ پاکستان لاہور ۱۳ جون ۱۹۹۴ء)

○۔ پاکستان کو "ناپاکستان" بنا دیا گیا ہے۔ اسلام آباد کا اسلام سے خاص تعلق نہیں ۔۔۔ مجید نظامی۔

(نوائے وقت لاہور ۷ جون ۱۹۹۴ء)

○۔ ملک "ڈاکوستان" بن چکا ہے۔ نواز شریف

(روزنامہ پاکستان ۱۴ جون ۱۹۹۴ء)

○۔ رشوت کا بازار گرم ہے۔ تھانے نیلام گھر بن چکے ہیں۔ میاں عبد الکریم صدر ادارہ صوت الاسلام۔

(مشرق ۱۸ جون ۱۹۹۴ء)

○۔ ملک میں جنگل کا قانون ہے۔ انگریز کے پٹھو حکمران دہشت گردی دکھا چکے ہیں۔ قاضی حسین احمد

(روزنامہ خبریں ۱۰ جون ۱۹۹۴ء)

اسمبلی اس لئے نہیں بنی کہ ماؤں بہنوں کو گالیاں دی جائیں۔

(جنگ ۳ جنوری ۱۹۹۵ء)

○۔ حکمرانوں اور سیاست دانوں کی بداعمالیوں کی سزا عوام کو مل رہی ہے۔ پگارو۔

(نوائے وقت ۱۲ جون ۱۹۹۵ء)

○۔ جس ملک میں انصاف نہ ہو وہاں بغاوتیں ہوتی ہیں۔ ریٹائرڈ چیف جسٹس یعقوب علی خان۔

(جنگ ۲۲ جنوری ۱۹۸۶ء)

○۔ ہماری عدالتیں بھی کرپشن کا شکار ہو چکی ہیں۔ فیصلے تک ریڈر لکھتے ہیں۔ ایس ایم ظفر

(جنگ ۹ دسمبر ۱۹۹۴ء)

○۔ پاکستان اسلامی جمہوریہ ہے لیکن یہاں اسلام ہے نہ جمہوریت۔ مولانا فضل الرحمان

(جنگ ۵ جنوری ۱۹۹۱ء)

حضور نے فرمایا یہ پاکستان کی فارن افیئرز کمیٹی کے سربراہ ہیں اور یہ صاحب پاکستان کے خرچ پر ملک ملک دورے کرتے رہے ہیں۔ یہ جن کا ایمان ہے کہ پاکستان اسلامی جمہوریہ ہے نہ یہاں اسلام ہے نہ جمہوریت ہے وہ پاکستان کے حق میں باہر جا کر کیا پروپیگنڈہ کریں گے۔

○۔ گورنر پنجاب جنرل محمد اقبال خان صاحب کہتے ہیں:

امن و امان کی حالت خراب ہے ماضی میں ایک ڈاکہ پڑنے پر ہلچل مچ جاتی تھی اب روزانہ آٹھ ڈاکوں کو بھی معمول کی بات سمجھا جاتا ہے

(خبریں ۸ جنوری ۱۹۹۴ء)

○۔ غلام عباس، مشیر برائے انٹی کرپشن وزیر اعلیٰ پنجاب کہتے ہیں فائلیں دیکھ کر دماغ گھوم گیا ہے لگتا ہے ۱۹۸۵ء سے ۱۹۹۳ء تک صرف کرپشن ہی ہوئی ہے۔

(جنگ ۱۴ جنوری ۱۹۹۴ء)

○۔ ولی خان صاحب کہتے ہیں یہاں بیلوں کی جھنکار پر الیکشن لڑے جاتے ہیں۔ اسمبلی کی بولیاں لگتی ہیں کوئی نیا چور ہے تو کوئی پرانا چور ہے (خبریں ۲ فروری ۱۹۹۴ء)

○۔ فضل الرحمن صاحب جو نیشنل اسمبلی میں فارن افیئرز کمیٹی کے سربراہ ہیں کہتے ہیں جہاں تک پاکستان کی اسلامیت کا سوال ہے تو یہ فراڈ عظیم تھا جو اسلام کے نام پر کھیلا گیا۔

○۔ سید فیصل صالح حیات کہتے ہیں بلدیاتی اداروں میں ۸۰ کروڑ کا گھپلا۔

(جنگ ۱۷ جنوری ۱۹۹۴ء)

پاکستان میں مساجد کی بے حرمتی اور بربادی۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ پاکستان میں مساجد کی بے حرمتی اور بربادی کا جو سلسلہ شروع ہوا ہے اس کا آغاز جماعت احمدیہ کی مساجد کی بے حرمتی سے ہوا اور اب یہ سلسلہ رک نہیں سکتا۔ کثرت کے ساتھ ایسے واقعات آئے دن اخباروں میں چھپ رہے ہیں کہ ایک دوسرے کی مسجدوں پر حملے کرتے، جوتوں سمیت گھستے لڑائیاں کرتے، سامان لوٹتے اور مسجدوں کو آگ دیتے ہیں اور یہ سلسلہ جاری ہو چکا ہے۔

عوام کی محافظ۔ پولیس

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ پاکستان ٹی وی پر ایک شعر اکثر دہرایا جاتا تھا کہ :۔

پولیس کا ہے فرض مدد آپ کی
کریں دل سے ان کی مدد آپ بھی

○۔ گورنر پنجاب الطاف حسین کیا کہتے ہیں :

سابق دور میں بدمعاشوں کو پولیس میں بھرتی کیا گیا ان کے خلاف کاروائی کریں گے۔ (روزنامہ پاکستان ۵ اپریل ۱۹۹۵ء)

○۔ پولیس کا گھوڑا بے لگام ہو چکا ہے لگام دینا پڑے گی۔ (ڈی آئی جی گوجرانوالہ) (روزنامہ پاکستان ۱۰ دسمبر ۱۹۹۳ء)

○۔ ۱۹۹۲ء کے دوران ملک میں انسانی حقوق کی پامالیوں میں سرفہرست پولیس رہی جبکہ اس کے ساتھ رینجرز، فرنٹیئر کانسٹیبلری اور فوج بھی ملوث ہے (۱۹۹۲ء میں پاکستان میں انسانی حقوق کی رپورٹ، جاری کردہ سیاسی قونصلر سفارت خانہ امریکہ)

پولیس کی شرمناک حرکتیں

اخبارات میں پولیس کی شرمناک حرکتوں پر جو خبریں شائع ہوئی ہیں ان کے نمونے بیان کرتے ہوئے حضور نے فرمایا :

○۔ راوی کے پل پر تھانہ شاہدرہ کے اے ایس آئی کا خاتون کے سینے پر رقص۔ یہ رقص دو گھنٹے جاری رہا لوگ خاموش تماشائی بنے رہے (مساوات ۱۴ جنوری ۱۹۹۲ء)

○۔ شاہدرہ پولیس کا بجلی آبادی پر حملہ لوگوں پر سر عام تشدد، عورتوں کے کپڑے پھاڑ دیئے۔ (جنگ ۱۲ دسمبر ۱۹۹۳ء)

○۔ ملتان میں پولیس کا شب خون خواتین کو بالوں سے پکڑ کر گھسیٹا اور باہر پھینک دیا۔ (روزنامہ پاکستان ۷ دسمبر ۱۹۹۳)

○۔ اٹھارہ ہزاری پولیس کا ۹ ماہ کی حاملہ کو برہنہ رقص کا حکم (پاکستان ۱۳ دسمبر ۹۳ء)

○۔ تھانیدار کے کمرے میں حاملہ پر تشدد اور اجتماعی زیادتی۔ (جنگ ۱۱ دسمبر ۱۹۹۲ء)

○۔ قانون کے محافظ یا عزت کے لٹیرے۔ حوا کی بیٹی تھانے میں باپ کے سامنے بے آبرو ہوتی رہی۔ (جنگ ۴ فروری ۱۹۹۳ء)

حضور نے فرمایا یہ میں باقی دنیا کی باتیں نہیں کر رہا۔ پاکستان کی باتیں کر رہا ہوں۔ کسی دشمن قوم کے ذریعہ یہ باتیں نہیں ہو رہیں بلکہ خود پاکستان کی عزت و ناموس کی حفاظت کے ادارے ان حرکتوں میں ملوث ہیں اور اپنی ماؤں بہنوں کی عزتیں لوٹ رہے ہیں۔

○۔ "دارالامن" جہاں تھانیدار ۴ روز تک لڑکی کی عزت سے کھیلتے رہے۔ (نوائے وقت ۱۷ دسمبر ۱۹۹۳)

○۔ سی آئی اے کے حوالدار نے گینگ ریپ کے بعد خاتون کو زندہ جلا دیا۔ (جنگ ۲۸ جنوری ۱۹۹۴)

○۔ کانسٹیبلوں سمیت ۱۲ افراد نوجوان لڑکیوں کے ساتھ گینگ ریپ کرتے ہوئے گرفتار۔ (ڈیلی بزنس رپورٹ ۱۰ اپریل ۱۹۹۴)

○۔ پولیس اہلکاروں کے گینگ ریپ کی تصدیق ہو گئی۔ (مساوات ۱۵ جون ۱۹۹۴ء)

کراچی سے خیبر تک!

کراچی ۔ اخبارات کی سرخیوں میں

○۔ کراچی میں خون کی ہولی۔ کراچی میں موت کا راج

○۔ کراچی کے شعلوں سے اسلام آباد کا دامن بچ نہیں سکے گا۔

○۔ کراچی میں ہڑتال ۱۵ افراد ہلاک جناح ایکسپریس بھی نذر آتش

○۔ ایم کیو ایم کے متحارب دھڑوں میں مصالحت تک کراچی جلتا رہے گا۔

○۔ کراچی تباہ، تباہ حال کراچی

○۔ اب تو کراچی میں ہلاکتوں، بربادیوں اور تباہیوں کی وارداتیں اس کثرت سے ہونے لگی ہیں اور یہاں پر شہریوں کے بنیادی حقوق کی جس وسیع پیمانے پر خلاف ورزی بلکہ بے حرمتی ہو رہی ہے اس کے پیش نظر بین الاقوامی میڈیا میں کشمیر میں ہونے والے تشدد کو وہ اہمیت حاصل نہیں رہی۔

کراچی کے حوالے سے حضور نے فرمایا کہ میں نے ۱۹ اکتوبر ۸۴ء کو خطبہ جمعہ میں کہا تھا۔

" اگر یہ باز نہیں آئیں گے تو آپ کو یہ بتا دیتا ہوں کہ پھر یہ قوم اپنے ملک کے ظالموں کے تحت نہیں بلکہ غیر ملک کے ظالموں کے سپرد کر دی جائیگی"

حضور نے فرمایا پس جہاں تک پہلے حصہ کا تعلق ہے وہ آپ نے دیکھ لیا ہے۔ اس وقت یہ قوم کلیۃً اپنے ہی ملک کے ظالموں کے سپرد ہو چکی ہے۔ اگر خدانخواستہ اب بھی انہوں نے نصیحت نہ پکڑی، یہ عبرتناک واقعات ان کی آنکھیں کھولنے میں ممد نہ ثابت ہوئے تو پھر جو خدا کی اگلی تقدیر ہے وہ بھی آپ اپنی آنکھوں سے پوری ہوتی دیکھ لیں گے۔

حضور نے فرمایا کہ جہاں میں نے گزشتہ سال بعض ملاؤں کے لئے بددعا کی خاص حالات میں اجازت دی تھی۔ اب میں ساری جماعت کی توجہ اس طرف مبذول کرواتا ہوں کہ اپنی قوم کو بچانے کے لئے اس ملک کو بچانے کے لئے جس میں احمدیت، ہجرت کے بعد پناہ گزیں ہوئی۔ جہاں سے خدا کے فضل سے تمام دنیا میں اسلام کا پیغام پہنچایا گیا اور بڑی کامیابی سے پہنچایا گیا، اس ملک کو بچانے کے لئے دردناک دعائیں کریں، گریہ وزاری کریں اور خدا کی منتیں کر کے اس ملک کو دوبارہ مانگ لیں۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے بہت پہلے اپنی ایک رویا کے حوالے سے یہ تنبیہ کی تھی کہ اگر اہل پاکستان نے اپنے اندر پاک تبدیلی پیدا نہ کی اور ظلم وستم سے باز نہ آئے تو ایسے ایک طرف کراچی اور دوسری طرف شمال سے خطرہ درپیش ہوگا۔ چنانچہ اس وقت بھی جب یہ رؤیا بیان کی تھی تو اس قسم کے حالات ظاہر ہونے لگے تھے۔ اب بھی کراچی کا حال نمونۃً آپ سن چکے ہیں اور شمال میں سوات مالاکنڈ میں بھی حالات خراب ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ میں اپنی طرف سے نہیں کہہ رہا بلکہ ایسی علامتیں ظاہر ہو رہی ہیں جس سے خدا کی انگلی اشارے کر رہی ہے کہ نہایت خطرناک وقت قریب آچکے ہیں۔ دعائیں کرو اور کوشش کرو کہ قوم کی کثرت ہدایت کی طرف مائل ہو جائے تاکہ اللہ تعالیٰ کا رحم نازل ہو۔

حضور نے سوات کے تازہ حالات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ نفاذ شریعت کے سینکڑوں افراد زخمی ہوئے، سینکڑوں کو گرفتار کیا گیا بغاوتیں پھیلیں، خونی جھڑپیں ہوئیں۔ (نوائے وقت ۴ جون ۱۹۹۵ء و روزنامہ پاکستان ۱۲ جون ۱۹۹۵ء)

یہ سارے واقعات بتا رہے ہیں کہ بعینہٖ اسی طرح شمال اور جنوب سے خطرات ملک کے قریب آرہے ہیں بلکہ اندر داخل ہو چکے ہیں۔

بارش اور سیلاب کے نتیجے میں تباہی اور بربادی

اس پہلو سے حضور نے بعض اخباری خبروں کے عنوانات کا ذکر کیا ہے

○۔ ملک بھر میں خونی بارش اور سیلاب، کئی سو افراد ہلاک، ہزاروں دیہات صفحہ ہستی سے مٹ گئے۔

○۔ بپھرے دریاؤں نے ہزاروں گھر اجاڑ دیئے۔ ملک بھر میں تباہی

○۔ قیامت کی بارشیں، دریاؤں نے دیہات کے نشان مٹا دئے۔ سینکڑوں ہلاک و لاپتہ۔

○۔ سندھ میں پانچ لاکھ افراد سیلاب سے متاثر ہوئے۔

○۔ بلوچستان، اندرون سندھ اور پنجاب کے علاقوں میں ہزاروں مکان گر گئے۔ فوج طلب کر لی گئی۔

○۔ وزیر آب پاشی اور محکمہ کے افسران اسے قدرتی آفت قرار دے رہے ہیں۔

•۔ دریا ابل پڑے، پورا ملک لپیٹ میں آگیا۔ سینکڑوں دیہات صفحہ ہستی سے مٹ گئے۔ لاکھوں افراد بے گھر، فصلیں، پل، سڑکیں اور مکانات تباہ

حضور نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

"میں نے کوشش کی کہ خدا کی امان کے نیچے سب کو جمع کروں۔ پر ضرور تھا کہ تقدیر کے نوشتے پورے ہوتے میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اس ملک کی نوبت بھی قریب آتی جاتی ہے۔ نوح کا زمانہ تمہاری آنکھوں کے سامنے آجائے گا اور لوط کی زمین کا واقعہ تم بچشم خود دیکھ لوگے۔ مگر خدا غضب میں دھیما ہے توبہ کرو تا تم پر رحم کیا جائے۔ جو خدا کو چھوڑتا ہے وہ ایک کیڑا ہے نہ کہ آدمی۔ اور جو اس سے نہیں ڈرتا وہ مردہ ہے نہ کہ زندہ

(حقیقۃ الوحی)

حضور نے فرمایا کہ معروف کالم نگار ارشاد احمد حقانی لکھتے ہیں:۔

"یہ معاشرہ پاؤں کے ناخن سے سر کی چوٹی تک جرم، کرپشن منافقت اقربا پروری، ظلم تعدی، استحصال، بے حسی، بے رحمی، فرض ناشناسی اور انسان دشمنی کی لپیٹ میں آچکا ہے"

حضور نے فرمایا یہ اسلام ہے جو ان مولویوں نے کمایا ہے۔ یہ اسلام ہے جو پاکستان دشمنوں سے نکالنے کے بعد اس ملک میں نافذ کیا گیا ہے اور آج تک ان کو حیا نہیں آئی کہ اس حالت کا نام اسلام رکھ رہے ہیں

پھر یہ لکھتے ہیں:۔

"ہم دن رات اسلام کی حقیقی تعلیمات اور تقاضوں کو پاؤں تلے روند رہے ہیں۔ ہمارے اکابرین (الا ماشاء اللہ) قرآن کے الفاظ میں "اکابر مجرمیہا" کی تعریف میں آتے ہیں۔ ہماری حیات اجتماعی کا ہر گوشہ غضب الٰہی کو دعوت دینے والے اعمال و افعال میں لت پت اور گردن گردن پھنسا ہوا ہے۔

(روزنامہ جنگ لاہور نومبر ۱۹۹۲ء صفحہ)

اور اب مولوی بھی یہ اقرار کرنے پر مجبور ہو چکے ہیں۔

•۔ مولوی محمد اکرم اعوان اپنے ایک مضمون بعنوان "دین ابراہیمی" میں لکھتے ہیں۔

"ہماری مصیبت یہ ہے کہ ہم زبان سے کہتے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں۔ ہم اللہ کو مانتے ہیں، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو مانتے ہیں، اللہ کی کتاب کو مانتے ہیں، آخرت کو مانتے ہیں، حشر و نشر کو مانتے ہیں قیامت کو حساب دینے کو تیار ہیں لیکن حساب کس بات کا۔ کھاتے ہیں کافروں کی طرح، کماتے ہیں کافروں کی طرح، ملکی قانون کافرانہ، ملکی نظام کافرانہ، چناؤ اور حکومت بنانے کا طریقہ کافرانہ، حکومت کرنے کا طریقہ کافرانہ، معاشی نظام سودی اور کافرانہ، یہ کون سا اسلام ہے جو ہم نے اپنایا ہوا ہے یعنی جس پر نظریات بھی کافر کے ہیں، اعمال بھی کافر کے ہیں، معیشت بھی کافر کی ہے، سیاست بھی کافر کی ہے، قانون بھی کافر کا ہے اور ہم مسلمان ہیں۔"

(ماہنامہ المرشد جولائی ۱۹۹۵ء)

مولوی منظور احمد چنیوٹی

آخر پر حضور نے فرمایا کہ ایک ایسا مکروہ مولوی ہے جس کا نام لیتے ہوئے بھی طبیعت کراہت محسوس کرتی ہے اور نام اس کا منظور چنیوٹی ہے اور بلا شبہ اس میں کوئی شک نہیں کہ دراصل نامنظور نام ہونا چاہیئے تھا۔ خدا کی عدالت میں یہ نامنظور شخص ہے۔ اس شخص نے بڑی تعلیاں دکھائی ہیں، بڑے جھوٹ بولے ہیں، بڑے گندے کردار کا مظاہرہ کیا ہے اور سمجھتا ہے کہ وہ بھاگ کر خدا کی پکڑ سے بچ جائے گا لیکن اللہ تعالیٰ نے کس طرح اسے پکڑا ہے، رسوا کیا ہے، ذلیل کیا ہے۔ اب میں اس عبرت کے نشان کو آپ کے سامنے پیش کر کے اپنے اس خطاب کو ختم کرتا ہوں تاکہ آپ کو پتہ چلے کہ ہمارا بھی ایک خدا ہے اور زندہ خدا ہے۔ وہ بھی ہماری غیرت رکھتا ہے۔ وہ جانتا ہے کہ کس طرح جھوٹوں کو ذلیل و رسوا کیا جاتا ہے۔

حضور نے جو مباہلہ کا چیلنج دیا تھا پہلے تو یہ اس سے فرار کے بہانے تلاش کرتا رہا پھر بالآخر پکڑا گیا اور اللہ تعالیٰ نے اسے مجبور کر دیا مباہلے کو قبول کرنے پر اور ۱۹۸۸ء ہی میں مباہلہ کے سال میں اس نے اعلان کیا کہ:

° اگلے سال ۱۵ ستمبر تک میں تو ہوں گا قادیانی جماعت زندہ نہیں رہے گی۔" (روزنامہ جنگ لاہور اکتوبر ۸۸ء)

حضور نے فرمایا کہ جب منظور چنیوٹی کی یہ تعلی میرے علم میں آئی تو میں نے اپنے خطبہ جمعہ ۱۵ نومبر ۸۸ء میں اس کا ذکر کیا کہ:

"انشاء اللہ تعالیٰ ستمبر آئے گا اور ہم دیکھیں گے کہ احمدیت نہ صرف زندہ ہے بلکہ زندہ تر ہے ہر زندگی کے میدان میں پہلے سے بڑھ کر زندہ ہو چکی ہے۔ منظور چنیوٹی اگر زندہ رہا تو اس کو ایک ملک ایسا دکھائی نہیں دے گا جس میں احمدیت مرگئی ہو۔ اور کثرت سے ایسے ملک دکھائی دیں گے جہاں احمدیت از سر نو زندہ ہوئی ہے یا احمدیت نئی شان کے ساتھ داخل ہوئی ہے اور کثرت کے ساتھ مردوں کو زندہ کر رہی ہے۔

پس ایک وہ اعلان ہے جو منظور چنیوٹی نے کیا تھا اور ایک یہ اعلان ہے جو میں آپ کے سامنے کر رہا ہوں اور میں یقین دلاتا ہوں کہ دنیا ادھر سے ادھر ہو جائے خدا کی خدائی میں یہ بات ممکن نہیں ہے کہ منظور چنیوٹی سچا ثابت ہو اور میں جھوٹا نکلوں۔"

اس پر پھر اس نے فرار کا راستہ اختیار کیا کہ اپنے پہلے بیان سے پھر گیا اور خدا نے دوسرے اعلان میں بھی اس کو جھوٹا کر دیا۔ میں نے ۱۵ نومبر ۸۸ء کو خطبہ دیا تھا اس سے پہلے اس نے اپنے پہلے بیان کی کوئی تردید نہیں کی لیکن جب لوگوں نے توجہ دلائی تو اس نے

طالب دعا: محبوب عالم ابن محترم حافظ عبد المنان صاحب مرحوم
M/S NISHA LEATHER
SPECIALIST IN LEATHER & BELTS LEATHER
LADIES AND GENTS BAG, JACKETS, WALLETS ETC.
19 A. JAWAHAR LAL NAHRU ROAD
CALCUTTA-700081

Star CHAPPALS
PHONE- 543105
WHOLESELLERS OF HIGH QUALITY LEATHER & RUBBER CHAPPALS
105/661: OPP. BLOCK NO 7, FAHIMABAD COLONY
KANPUR-1 PIN- 208001

C.K. ALAVI
RABWAH WOOD INDUSTRIES
MAHDI NAGAR VANIYAMBALAM 679339 (KERALA)
TIMBER LOGS SAWN SIZE
TEAK POLES & WOODEN FURNITURE

PHONE-26-3287
PRIME AUTO PARTS
HOUSE OF GENUINE SPARES
AMBASSADOR & MARUTI
P, 48, PRINCEP STREET
CALCUTTA -700072

یہ اعلان کیا کہ میں نے ۱۵ ستمبر ۱۹۸۹ء تک مرزا طاہر احمد کے ختم ہو جانے کی بات کی تھی ساری قادیانی جماعت کی تو بات کی نہیں تھی۔" حضور نے فرمایا اس لئے ۱۵ ستمبر ۱۹۸۹ء اس کے مطابق میں مر چکا ہوں۔ لیکن ایسا زندہ ہوا ہوں کہ ابدالآباد تک زندہ رہوں گا۔ انشاء اللہ اور یہ بدبخت ایسا مرا ہے کہ اب کبھی زندہ نہیں ہو سکے گا۔ یہ صرف اس دن مر چکا بلکہ اس کی ذلتوں کی کہانی کا آغاز اس دن سے ہوا ہے

مولوی منظور چنیوٹی اور ذلتوں کی مار

○۔ اپنے دست راست اور عقیدت مند کی نظر میں ان کا مقام کیا ہے۔ ملاحظہ ہو۔ محمد یار شاہد نے جو منظور چنیوٹی کے دست راست تھے، نے ان کے بارے میں بیان دیا۔ "محمد یار شاہد نے کہا کہ اگر اس قسم کے اوچھے ہتھکنڈے استعمال کئے گئے تو اہم انکشافات کروں گا جس سے ان پردہ نشینوں کے اصل کرتوتوں سے شہریوں کو آگاہی ہوگی۔"

(ڈیلی بزنس رپورٹ فیصل آباد ۲۶ ستمبر ۸۸ء)

○۔ حلقے مولویان اور قریبی ساتھیوں کی نظر میں منظور چنیوٹی کا مقام۔

قاری یا بن گوہر صاحب نے زیر عنوان منظور چنیوٹی نے محض چندہ بٹورنے کیلئے ختم نبوت کا لیبل لگا رکھا ہے" چنیوٹ میں جلسے سے خطاب کیا اور کہا۔

"مولوی منظور احمد تنگی چنیوٹی ان دونوں تنظیموں میں سے کسی کے کارکن یا مبلغ نہیں لیکن اس شخص نے محض چندہ بٹورنے کے لئے اپنے اوپر مبلغ ختم نبوت کا لیبل لگایا ہوا ہے۔۔۔ اس پر طرہ یہ کہ اس نے بعض مسلمانوں کے خلاف فتویٰ لگا کر علماء اسلام کے خلاف نفرت کا بیج بویا۔"

○۔ اللہ یار ارشد نے جو خود احمدیت کا معاند ہے ایک جلسے سے خطاب کرتے ہوئے کہا جو روزنامہ حیدر میں بعنوان پنجاب اسمبلی میں مولانا منظور چنیوٹی کا کردار ملت اسلامیہ کی رسوائی کا سبب بنا شائع ہوا۔

"مولانا منظور احمد چنیوٹی نے ختم نبوت کے نام کو بیچ کر قوم سے ووٹ حاصل کئے اور پنجاب اسمبلی میں جا کر جو مذموم کردار ادا کیا وہ پوری ملت اسلامیہ کے لئے رسوائی کا سبب بنا۔ انہوں نے کہا قوم کے ساتھ یہ دھوکہ بازی ہم ہرگز نہیں چلنے دیں گے۔ مولانا اللہ یار ارشد نے کہا کہ جھوٹ اس کا مشن ہے دھوکہ اس کا پیشہ ہے اور صوبائی اسمبلی میں معافی مانگ کر اس شخص نے ختم نبوت کے پروانوں کے سر جھکا دئے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ختم نبوت کے نام پر قوم سے چندہ بٹور کر اس نے اپنی ذاتی جاگیریں اور ڈیرے بنائے ہوئے ہیں۔"

(روزنامہ حیدر راولپنڈی یکم نومبر ۸۸ء صفحہ ۳)

حضور نے فرمایا دیکھیں ذلت کے سلسلے کب سے شروع ہوئے ہیں اور پھر کس تیزی سے آگے بڑھتے ہیں اور وہ سال ختم ہو جاتا ہے لیکن رسوائی کے دن ختم نہیں ہوتے اور مسلسل جاری ہیں۔

●۔ دانشور طبقے میں مولوی صاحب کی حیثیت یہ ہے کہ ملک کے نامور شاعر اور دانشور علامہ سید محسن نقوی نے کہا

"مولانا چنیوٹی اپنے علاقہ میں مذہبی منافرت پھیلانے اور فرقہ وارانہ تعصب کے زہر سے فضا کو مکدر کرنے میں ہمیشہ پیش پیش رہتے ہیں۔ علامہ محسن نقوی نے مطالبہ کیا کہ منظور احمد چنیوٹی کو اس کے غیر شریفانہ رویہ کی بنا پر اسمبلی کی رکنیت سے خارج کیا جائے۔

(روزنامہ مساوات ۲۳ دسمبر ۸۸ء)

●۔ اب دیکھئے علماء کونسل کے نزدیک یہ کیا ہیں۔ لکھا ہے۔

"پاکستان علماء کونسل ملک میں مذہب کے نام پر سیاسی دوکانیں چمکانے والے تاجر ملاؤں کا محاسبہ کرے گی۔ مولوی منظور احمد چنیوٹی عملاً اسمبلی کی رکنیت کھو چکے ہیں اور اب وہ صرف چنیوٹ کے کھال فروش قصاب کے سوا کچھ بھی نہیں۔۔۔" (روزنامہ مساوات لاہور ۲۹ اپریل ۱۹۸۹ء)

○۔ امن کمیٹی لاہور کی نظر میں مولوی صاحب کا کردار

"امن کمیٹی کے صدر عبد السلام خان صاحب بلدیہ عظمیٰ لاہور کے سابق کونسلر بشیر احمد صاحب اور شمالی لاہور کے سماجی راہنما محمد ریاض صاحب نے ایک مشترکہ بیان میں مولوی صاحب کے بیانات کو مضحکہ خیز اور شر انگیز قرار دیا اور مولوی صاحب کو فرمان الٰہی کی تفریق کرنے والا اور منافقانہ سوچ رکھنے والا قرار دیا۔" (روزنامہ مساوات لاہور ۱۲ مارچ ۸۹ء)

○۔ اب دیکھیں ان کے اپنے شہر چنیوٹ کے باسی انہیں کس طرح دھتکارتے ہیں۔ روزنامہ امروز ۷ جولائی میں چنیوٹ کے شہریوں کی قرارداد درج ہے جس میں انہوں نے ان کی مذموم اور رسوائے زمانہ کارروائیوں کے پیش نظر یہ مطالبہ کیا کہ "مولانا چنیوٹی کو ناپسندیدہ شخصیت قرار دیا جائے۔

منظور چنیوٹی ۔ پنجاب اسمبلی میں

پنجاب اسمبلی کے اجلاسوں کی رپورٹس جو اخبارات میں شائع ہوتی رہیں ان سے چند حوالے۔

○۔ مولوی صاحب نے اپنے ناشائستہ الفاظ واپس لئے اور ایوان سے معذرت کی۔ (نوائے وقت لاہور ۲۱ دسمبر ۸۹ء)

●۔ سپیکر نے مولوی صاحب کے ریمارکس اور الفاظ کو نازیبا اور ناشائستہ قرار دیا۔ مولوی صاحب کو ناشائستہ الفاظ پر تین بار معذرت کرنا پڑی۔

مولوی صاحب ناشائستہ خطاب کے ماہر سمجھے جاتے ہیں۔

(روزنامہ حیدری راولپنڈی ۲۲ دسمبر ۸۸ء)

○۔ سپیکر نے مولانا چنیوٹی کو سختی سے کہا کہ وہ اپنی نشست پر تشریف رکھیں۔ مولانا منظور احمد چنیوٹی سپیکر اسمبلی اور ایوان کے فیصلے پر بہت سیخ پا ہوئے اور بعد میں سپیکر اور ایوان کے خلاف مسلسل نازیبا الفاظ استعمال کرتے ہوئے واک آؤٹ کر گئے۔ مولانا منظور احمد چنیوٹی جس وقت واک آؤٹ کر کے جا رہے تھے اس وقت فضل حسین راہی نے کہا کیا ہی اچھا ہو اگر مولانا چنیوٹی ہمیشہ کے لئے واک آؤٹ کر جائیں۔

(روزنامہ مساوات لاہور ۲۹ دسمبر ۱۹۸۸ء صفحہ ۳)

○۔ پنجاب اسمبلی میں راہی نے کہا یہ سرکاری مولوی ہے" ذاکر نے کہا یہ فتویٰ فروش مولوی ہے"۔ اسلم گورداسپوری صاحب نے کہا مولانا صرف ملک میں فساد چاہتے ہیں ان کو کوئی خطرہ نہیں۔"

(روزنامہ جنگ یکم مارچ ۱۹۸۹ء)

○۔ ۲۸ فروری ۱۹۸۹ء کو جو اسمبلی میں بحث ہوئی اس میں مولوی صاحب کا رسوائے زمانہ گستاخ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سلمان رشدی کے ساتھ ذکر کیا گیا بلکہ ان کی قیمت اس سے زیادہ ڈالی گئی۔ چنانچہ سلمان تاثیر صاحب رکن اسمبلی نے مولوی صاحب کی یوں "عزت افزائی" کی کہ اگر اس سے کم قیمت لگائی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ مولانا صاحب کی توہین ہے۔ کیونکہ سلمان رشدی کی قیمت تین ملین ڈالر ہے اور مولانا صاحب کی کم از کم چھ ملین ڈالر ہونی چاہیئے۔

اسمبلی کے اجلاس ۲۸ مئی ۱۹۸۹ء میں مولوی چنیوٹی کے متعلق تبصرے

○۔ وہ ایک مسلمان کو کافر کہہ کر خود کافر ہو گئے ہیں۔

○۔ ان کو مولانا نہیں کہا جا سکتا یہ ایک عالم دین کی توہین ہے۔ (اس پر چنیوٹی صاحب نے کہا کہ یہ آپ حکومت سے پوچھیں کہ میں مولانا ہوں یا نہیں) ایک ممبر نے کہا اصل میں ہم لاعلمی میں انہیں مولانا کہتے رہے ہیں۔

○۔ مولانا کے ایمان کی کمزوری درست کی جائے ○۔ منظور چنیوٹی بلیک میلر ہے ○ منظور چنیوٹی کا نکاح ٹوٹ گیا۔ ○۔ اگر ان کا نکاح ٹوٹ گیا تو ان کی اولاد کیا کہلائے گی۔ ان کو کوڑے لگائے جائیں! ○۔ کوڑے نہیں اسلام میں دروں کی سزا ہے! ○۔ بقیہ اجلاس کے لئے ان کا داخلہ ایوان میں روک دیا جائے! ○۔ مولانا کی زبان پر کنٹرول کیا جائے۔ ورنہ ہم خود ہی کر سکتے ہیں! ○۔ مولانا کو معافی مانگنی چاہیئے ورنہ لوگ انہیں فتویٰ فروشی کا الزام دیں گے! ○۔ آخر میں مولانا نے ایوان سے معافی مانگ لی۔

حضور نے فرمایا کہ منظور چنیوٹی جب اپنی اس بات میں بھی جھوٹا نکلا (باقی صفحہ ۱ پر)